وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے، اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو (القرآن)

الاسماء الحسنٰی

ترتیب

میاں انوار اللہ

نظرثانی

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

مکتبہ افکار اسلامیہ

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا
اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو (القرآن)
الاسماء الحسنٰی
[حدیث ترمذی]
ترتیب
میاں انوار اللہ
نظر ثانی
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن
کتاب قیم
مکتبہ دار العلوم المحمدیہ
مکتبہ افکار اسلامیہ
www.KitaboSunnat.com

نام کتاب .... الاسماء الحسنیٰ

ترتیب .... میاں انوار اللہ

نظر ثانی .... ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

اشاعت .... فروری 2010ء

قیمت ....

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973

بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

جامع مسجد توحید نشتر ٹاؤن داروغہ والا لاہور

جامع مسجد شاہ اسماعیل شہید I/94 اسلام آباد

انتساب

اے رب عرش عظیم!

میں خلوص بھرے دل سے اس کتاب کے

گل ہائے رنگارنگ کو آپ کے حضور پیش کرتا ہوں۔

﴿فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾

''پس مجھ سے قبول فرمائیے، بے شک آپ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔''

آپ کا عاجز بندہ

میاں انوار اللہ

فہرست

آغازِ سخن

اللّٰہ:۔ معبودِ حقیقی، خالق و مالک کائنات، جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اللہ اس عظیم ہستی کا نام ہے جو دونوں جہانوں کو پالنے والی ہے۔ اللہ زمینوں اور آسمان کا نور ہے۔ قرآن مجید میں لفظ ''اللہ'' 2697 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن مجید میں ''اللہ'' کا لفظ اسمِ ذات کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات عالیہ کے مطابق ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے ''اِلٰـہ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن کی رو سے دعا اور پرستش کے لائق اور نفع وضرر کی مالک صرف ایک ہی ہستی ہے اور اس ہستی کا نام ''اللہ'' ہے۔ یہ اللہ کا ذاتی نام ہے۔

رب:۔ ربّ، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حُسنیٰ میں سے ہے۔ اس کے معنی ہر چیز کو پیدا کر کے اس کی ضروریات مہیا کرنے اور اس کو تکمیل تک پہنچانے والا کے ہیں۔

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (۱/ فاتحہ:۱)

''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

''اَلْعٰلَمِیْن'' عالم (جہان) کی جمع ہے۔ ویسے تو تمام خلائق کے مجموعے کو عالم کہا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی جمع نہیں لائی جاتی۔ لیکن یہاں پر ربّ کی ربوبیت کاملہ کے اظہار کے لئے عالم کی بھی جمع لائی گئی ہے۔ مراد مخلوق کی الگ الگ جنسیں ہیں۔ مثلاً: عالم جن، عالم انس، عالم ملائکہ اور عالم وحوش وطیور وغیرہ۔ ان سب مخلوقات کی ضروریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سب کو ضروریات مہیا فرماتا ہے۔

﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ (۲۴/ النور:۳۵)

''اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔''

اللہ کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن مجید کتابِ نور ہے اور اس کا رسول (بحیثیت صفات کے) نور ہے۔ ان دونوں کے ذریعے سے زندگی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں راہنمائی اور روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ نور سے مراد ایمان واسلام ہے۔

﴿ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ﴾ (۲۰/ طٰہٰ:۱۴)

''بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں۔ پس تو میری ہی عبادت کر............''

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (۶/ الانعام:۱۷)

''اگر تجھے اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلے میں ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا حدیث میں مذکور ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، القدر، الدعوات)

''اے اللہ! جو چیز تو دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔''

﴿ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل:۱۱۰)

''کہہ دیجئے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو۔ اس کے اچھے نام ہیں۔''

اللہ چاہتا ہے کہ بندہ جب بھی اس کے حضور مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلائے تو اسے اسی کے تعلیم دیئے ہوئے ناموں سے پکارا جائے، نہ کہ خودساختہ ناموں کے ساتھ۔

❀❀❀

تعداد اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی

اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی کی تعداد صرف ننانوے ہی تک محدود نہیں۔ بلکہ یہ حدیثِ ترمذی میں درج شدہ تعداد ہے۔ ایک محقق اور متجسس اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ جاتا ہے، کہ یہ ننانوے کی تعداد رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ قرین قیاس ہے کہ اسے بھی ''لیلۃ القدر'' کی طرح مصالح دینیہ پر چھوڑ دیا جائے۔

اب وہ اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی درج کئے جاتے ہیں جو حدیث ترمذی کے علاوہ ہیں۔

نمبر شمار	اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی	ترجمہ
1	اَلرَّبُّ	تفصیل آغازِ سخن میں دیکھیئے
2	اَلْكَافِي	کفایت کرنے والا
3	اَلرَّازِقُ	رزق دینے والا
4	اَلْقَاهِرُ	غلبہ رکھنے والا
5	اَلنَّاظِرُ	دیکھنے والا، نگرانی
6	اَلصَّادِقُ	سچا، حق
7	اَلْفَاطِرُ	پہلی پیدائش دینے والا
8	اَلْجَمِيْلُ	حسین، جمال والا
9	اَلْبُرْهَانُ	روشن اور واضح
10	اَلشَّدِيْدُ	قوی، غالب
11	اَلْقَرِيْبُ	نزدیک (ترین)
12	اَلْقَائِمُ	قائم رہنے والا
13	اَلْوَاقِي	بچانے والا
14	اَلْمُنِيْرُ	روشن کرنے والا
15	اَلْحَافِظُ	حفاظت کرنے والا

16	اَلْقَدِيْمُ	ہمیشہ سے موجود
17	اَلسَّامِعُ	سننے والا، سمیع
18	اَلْمُعْطِي	عطا کرنے والا
19	اَلتَّامُّ	مکمل
20	اَلْعَلَّامُ	بہت زیادہ جاننے والا
21	اَلْاَبَدُ	جس کی کوئی انتہا نہ ہو
22	اَلْوِتْرُ	یکتا، واحد
23	اَلْحَنَّانُ	شفیق، رحمت کرنے والا
24	اَلْمَنَّانُ	احسان کرنے والا
25	اَلْكَفِيْلُ	ذمہ داری لینے والا
26	اَلْمُحِيْطُ	چھایا ہوا
27	اَلرَّفِيْعُ	بلند، رفعت والا
28	اَلشَّاكِرُ	شکر گزاری قبول کرنے والا، قدر دان
29	اَلْاِكْرَامُ	شرف و بزرگی والا
30	اَلْقَدِيْرُ	بھرپور قدرت رکھنے والا
31	اَلْخَلَّاقُ	خوب تخلیق کرنے والا
32	اَلْفَاتِحُ	کھولنے والا
33	اَلْمُثِيْبُ	ثواب دینے والا
34	اَلْعَالِمُ	ہر شے کو جاننے والا
35	اَلْمَوْلٰى	مددگار
36	اَلنَّصِيْرُ	بہت زیادہ نصرت دینے والا
37	ذُوالطَّوْلِ	مہربان، رحیم
38	ذُوالْمَعَارِجِ	بلندیوں والا

39	ذُو الْفَضْلِ	فضل والا
40	اَلْمُبِيْنُ	پاس آنے والا، روشن کرنے والا
41	اَلْاِلٰهُ	معبود (اللہ)
42	اَلْمُدَبِّرُ	تدبیر کرنے والا
43	اَلْفَرْدُ	ذاتِ واحدہ
44	اَلسَّرِيْعُ	انتہائی سرعت والا
45	اَلْمُتَفَضِّلُ	فضل کرنے والا
46	اَلْغَافِرُ	بخشنے والا
47	اَلْقَابِلُ	قبول کرنے والا
48	اَلْمَلِيْكُ	بادشاہ
49	اَلْمُعِيْنُ	مددرساں
50	اَلْحَاكِمُ	حکومت والا
51	اَلْغَالِبُ	غلبہ والا
52	اَلْاَعْلٰى	ہر شریک سے برتر
53	اَلْحَفِيُّ	ساری کائنات پر مہربان
54	اَلْمُنْعِمُ	عطا کرنے والا
55	اَلْمُسْتَعَانُ	مدد دینے والا
54	اَلْمُنْعِمُ	عطا کرنے والا

قرآن مجید سے مندرجہ ذیل اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی بھی ملتے ہیں

نمبر شمار	اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی	ترجمہ
1	وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ	مغفرت کو وسعت دینے والا
2	اَهْلُ التَّقْوٰی	تقویٰ کا مالک
3	اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ	مغفرت کا مالک
4	اَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ	سب حاکموں سے بڑھ کر حکم دینے والا
5	اَحْسَنُ الْخَالِقِينَ	سب سے بہتر تخلیق کرنے والا
6	كَاشِفُ الضُّرِّ	نقصان دور کرنے والا
7	اَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ	سب سے جلد تر حساب لینے والا

اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ (۷/ الاعراف:۱۸۰)

''اور ''اللہ'' ہی کے لئے اچھے اچھے نام ہیں۔ پس اسے ان ناموں سے پکارو۔''

اللہ کے ان اچھے ناموں سے مراد اللہ کے وہ نام ہیں جن سے اس کی مختلف صفات، اس کی عظمت وجلالت اور اس کی قدرت وطاقت کا اظہار ہوتا ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ان کی تعداد ۹۹ بتائی گئی ہے اور فرمایا: ''جو ان کو شمار کرے گا، جنت میں داخل ہوگا، اللہ طاق ہے، طاق کو پسند کرتا ہے۔''

(بخاری، کتاب الدعوات، باب للہ مائۃ اسم غیر واحد؛ مسلم، کتاب الذکر، باب فی اسماء اللہ تعالیٰ وفضل من احصاھا)

شمار کرنے کا مطلب ہے ''ان پر ایمان لانا، یا ان کو گننا اور انہیں ایک ایک کر کے بطور تبرک اخلاص کے ساتھ پڑھنا یا ان کا حفظ، ان کے معانی جاننا اور ان سے اپنے آپ کو متصف کرنا۔'' (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، کتاب الدعوات، باب اسماء اللہ تعالیٰ)

بعض روایات میں ان ۹۹ ناموں کا تذکرہ ہے۔ لیکن یہ روایات ضعیف ہیں۔ محدثین نے انہیں مدرج قرار دیا ہے۔ یعنی راویوں کا اضافہ۔ وہ نبی ﷺ کی حدیث کا حصہ نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اللہ کے ناموں کی تعداد ۹۹ میں منحصر نہیں ہے، بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ (تفسیر فتح القدیر، للشوکانی)

1

اَللّٰہُ جَلَّ شَانُہٗ

یہ اللہ کا ذاتی نام ہے۔اس کا استعمال کسی اور کے لئے جائز نہیں۔اللہ معبودِ حقیقی ہے، جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا:﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾(۵۹/ الحشر:۲۳) ''وہی اللہ ہے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔'' اللہ ہی دونوں جہانوں کا پالنے والا ہے۔اللہ زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے۔لفظ ''اللہ'' کی خصوصیات پڑھیئے اور اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جایئے۔

یہ صرف لفظ ''اللہ'' ہی کی خوبی ہے کہ دنیا کی کسی بھی زبان میں ''اللہ'' کی ہستی کا مفہوم دینے والا کوئی لفظ نہیں اور عربی زبان میں بھی یہ لفظ کسی اور ہستی کے لئے کبھی استعمال نہیں ہوا۔

کلمہ طیبہ کے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے تمام حروف اور الفاظ ''لفظ اللہ'' ہی سے نکلتے ہیں۔

یہ بھی اس لفظ کی خاصیت ہے کہ اس پر تائے قسم وارد ہوئی ہے۔ورنہ حرف ''تا'' بمعنی قسم کسی اور اسم پر وارد نہیں۔

- تفسیر کبیر کی رو سے ''اللہ'' کا لفظ ''الهـت'' سے مشتق ہے۔اس کے معنی تسکین دینے کے ہیں۔
- یہ ''اَلَهُ'' سے مشتق ہے۔اس کے معنی ''وارفتگی'' کے ہیں۔
- اله ''لاہ'' سے مشتق ہے۔معنی بلند شان کے ہیں۔
- لاہ ''یلوہُ'' سے مشتق ہے۔اس کے معنی ''احتجاب'' کے ہیں۔
- ''اله الفصیل'' سے مشتق ہے۔اس کے معنی ضرورت مند کے ہیں۔
- ''أَلَه ألهة'' سے بنا ہے۔معنی ''اس سے ڈرتا رہا'' بیضاوی نے چار اقوال دیئے ہیں:

1 ''اللہ'' کا لفظ الٰہ سے نکلا ہے۔اس کے ساتھ ''اَل'' کا اضافہ کر دیا گیا۔جس سے اس میں خصوصیت پیدا ہو گئی۔(ال وہی معنی دیتا ہے جو انگلش زبان میں ''The'' کے ہیں)

2 یہ اللہ کی ذات کا اسم علم ہے اور اسی سے خاص ہے۔

3 یہ ایک صفاتی نام تھا۔مگر اللہ کی ذات کے ساتھ مختص ہو کر رہ گیا۔

4 اصل میں یہ سُریانی زبان ''لاہا'' سے نکلا ہے۔ مگر یہ ایک غیر یقینی بات ہے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بقول اللہ کی صفات کے بارے تمام وصفی نام متحیر ہیں، زبانوں کے قواعد گم ہو کر رہ گئے ہیں۔

قرآن مجید میں ''اللہ'' کا لفظ اسمِ ذات کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید کی رو سے دعا اور پرستش کے لائق اور نفع ونقصان کی مالک صرف ایک ہی ہستی ہے اور اس ہستی کا نام ''اللہ'' ہے۔

کلمہ طیبہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا ایک ایسا مکمل اور صحیح و جامع تصور ملتا ہے جو دنیا کے کسی مذہب میں نہیں۔ اِلٰہ صرف وہی ہوتا ہے جو بے ناز، بلند مرتبے والا، ہمیشہ قائم رہنے والا، قادر مطلق اور حاکم اعلیٰ ہو۔ جس کا علم سب پر محیط ہو۔ جس کی رحمت سب پر وسیع، جس کی طاقت سب پر غالب۔ جس کی حکمت میں کوئی نقص نہ ہو۔ جس کے عدل میں ظلم کا شائبہ تک نہ ہو۔ جو زندگی بخشنے والا، وسائل زندگی مہیا کرنے والا اور جو نفع ونقصان کی تمام قوتوں کا مالک ہو، اس کی بخشش اور نگہبانی کے سب محتاج ہوں، اسی کی طرف تمام مخلوقات کی بازگشت ہو، وہی سب کا حساب لینے والا ہو اور اسی کو جزا وسزا کا اختیار ہو۔ وہ نہ تو ہماری طرح مادی اشیاء کا سا جسم رکھتا ہے اور نہ ہی اس کی صورت کو کسی شے سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، سورۂ ابراہیم میں ہے:

﴿ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾

(۱٤/ ابراهيم: ۱۰)

''ان رسولوں نے انہیں کہا کہ کیا اللہ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا بنانے والا ہے؟''

﴿ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝ ﴾ (٥٢/ الطور: ۳٥، ۳٦)

''کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انہوں نے ہی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں۔''

ان آیات اور ان جیسی دوسری آیات میں تین اقسام کے دلائل ہیں:

① قدرت کے عجائبات اور نیرنگیاں اور پھر ان کا ایک قانون کے تابع ہونا۔

② عالم نظم ونسق اور اس کا مرتب سلسلہ۔

③ کائنات اور عالم کی ہر کڑی میں بے انتہا مصلحتوں، حکمتوں اور فائدوں کا ہونا۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کی روزمرہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ایک ایک معاملے میں اتنا گہرا اور قریبی واسطہ رکھتا ہے کہ انہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ٹوکتا ہے۔ مختلف سرگرمیوں کے اچھے اور برے پہلو واضح کرتا ہے۔ قدم قدم پر ہدایات دیتا ہے۔ وہ کہیں عدل، احسان اور رشتہ داروں سے محبت کی نصیحت کرتا ہے اور کہیں نفاق، بزدلی اور مفاد پرستی سے روکتا ہے، کہیں وہ عورت و مرد کو گھر کی پاکیزہ فضا برقرار رکھنے کا سبق دیتے ہوئے کہتا ہے: ﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾ (۲/ البقرة:۱۸۷) ''وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔''

سبحان اللہ! کس مؤثر اور پیار بھرے انداز میں گرہستی کے بارے میں اصلاحی قدم ہے۔ آگے چلیں تو کہیں رضاعت اور میراث کی الجھی گتھیوں کو سلجھایا گیا ہے، تو کہیں آداب کی تعلیم ہے، کہیں حدود وتعزیرات کے قانون ذہن نشین کرائے جارہے ہیں۔ المختصر یہ کہ دکھ درد کے وقت غمخوار ساتھی اور مشکلات میں شفیق ترین استاد ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ ایسے اللہ کو ماننے اور اس پر ایمان لانے سے جو عزم واعتماد، یقین وشعور حاصل ہوتا ہے وہ دنیا کی تمام دولت حاصل ہونے سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ قرآن کہتا ہے:

﴿ وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (۶/ الانعام:۱۶۴)

''اور وہ ہر چیز کا رب ہے۔''

﴿ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ﴾ (۳/ آل عمران: ۴۷)

''جو چاہے پیدا کرے۔''

﴿ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴾ (۳۰/ الروم:۲۶)

''ہر ایک اس کے فرمان کے ماتحت ہے۔''

﴿ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴾

(۱۹/ مریم:۹۳)

''آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔''

﴿ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (۲۳/ المؤمنون:۸۸)

''پوچھیے! کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟''

﴿ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ ﴾ (۲۳/ المؤمنون:۸۸)

''جو پناہ دیتا ہے، جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیتا۔''

﴿ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ﴾ (۲۳/ المؤمنون:۸۹)

''یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔''

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (۱/ الفاتحہ:۱)

''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔''

﴿ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ﴾ (۵۷/ الحدید:۳)

''وہی پہلے ہے، وہی آخر، وہی ظاہر ہے اور وہی باطن۔''

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ﴾ (۲۰/ طٰہٰ:۸)

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بہترین نام اسی کے ہیں۔''

﴿ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴾

(۲۰/ طٰہٰ:۱۴)

''بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔''

2 اَلرَّحْمٰنُ جَلَّ شَانُهٗ

رحمٰن اور رحیم دونوں رحمت سے مشتق ہیں۔لیکن ان دو اسماء میں خصوصیات جداگانہ بھی ہیں۔

الرحمٰن علمیت کے لحاظ سے اسم ''اللہ'' کے برابر برابر ہے۔قرآن کہتا ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل:۱۱۰)

''کہہ دیجئے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر۔جس نام سے بھی پکارو اس کے اچھے نام ہیں۔''

کفار قریش اسم اللہ سے تو واقف تھے مگر اسم رحمٰن سے ناآشنا تھے۔اسلام کا رہتی دنیا تک لوگوں پر احسان رہے گا کہ اس نے اسم رحمٰن سے خاص و عام کو روشناس کرایا۔یہ دین اسلام کی شان ہے۔رحمٰن رحمت سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔رحمت ہی وہ دولت ہے جس کے دروازے اسلام نے پورے طور پر عالم کے لئے کھول دیئے ہیں۔یہ رحمت ہی تو ہے جو میاں بیوی کے مقدس رشتے کو مضبوط کرتی ہے۔قرآن میں ہے: ﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط﴾ (۳۰/ الروم:۲۱) ''اس نے تمہارے (میاں بیوی) درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی۔''

﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لا﴾ (۶/ الانعام:۵۴) ''تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے۔''

صحیح بخاری، کتاب التوحید و کتاب بدء الخلق اور مسلم کتاب التوبہ میں حدیث ہے ((اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ)) ''میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔''

بعض علمائے کرام کے نزدیک رحمٰن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے۔ان سکالرز کی حجت یہ ہے:

مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۵۱۵ میں دعا مذکور ہے: ((رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا))

کہا جاتا ہے دنیا میں اس کی رحمت عام ہے۔ جس سے بلا تخصیص کافر و مومن سب کے سب فائدہ اٹھا رہے ہیں اور آخرت میں وہ ''رحیم'' ہوگا۔ یعنی اس کی رحمت صرف مؤمنین کے لئے مخصوص ہوگی۔ قرآن پڑھیے:

﴿ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (۷/ الاعراف: ۱۵۶)

''پس وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔''

اگر تو ''رحمٰن'' سے تخلق کا آرزومند ہے تو ہمدردی عامہ، خیر خواہی تامہ کے اصول اپنا۔ دلسوزی اور شفقت کا آئینہ بن جا، تربیت ناقصاں اور تعلیم جاہلاں اپنے ذمہ لے۔ اس میں دوست و دشمن کی تخصیص نہ رکھ۔

﴿ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ ﴾ (۵۵/ الرحمن: ۱، ۲)

''رحمٰن نے قرآن سکھایا۔''

3 اَلرَّحِيْمُ جَلَّ شَانُهٗ

"الرحیم" رحم سے بنا ہے۔اس کے معانی نہایت رحم والا کے ہیں۔اس کا "الرحمٰن" سے بہت بڑا تعلق ہے۔رحم عموماً بے بس، عاجز اور مصیبت زدہ پر کیا جاتا ہے۔رحیم وہ ذات ہے جو اپنے بندوں پر متوجہ ہو۔ان کی بگڑی بنانے والا ہو اور ٹوٹی ہوئی کو جوڑنے والا ہو۔ قرآن میں ہے:

﴿لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ﴾ (۱۱/ هود:۴۳)

"نوح علیہ السلام نے اپنے نافرمان بیٹے سے طوفان نوح کے وقت کہا، آج اللہ کے حکم سے بچانے والا کوئی نہیں۔صرف وہی بچیں گے جن پر اللہ کا رحم ہوا۔"

﴿اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ﴾ (۱۱/ هود:۹۰)

"بے شک میرا رب بڑی مہربانی والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔"

﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (۲۲/ الحج:۶۵)

"بے شک اللہ لوگوں پر شفقت ونرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔"

یہ آیت کریمہ واضح کرتی ہے، کہ رحم کا باعث وہ رأفت وشفقت ہے جو اللہ تعالیٰ میں بندوں کے ساتھ پورے جوش پر ہے:

﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (۳۳/ الاحزاب:۴۳)

"اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔"

﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ (۳۶/ یٰس:۵۸)

"مہربان اللہ کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے۔"

اللہ کا یہ سلام فرشتے بندوں کو پہنچائیں گے جو اہل جنت ہوں گے۔یہ سلامتی جو قیامت کے دن مومنین کو ملے گی۔وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت اور رحم کے تحت ہوگی:

﴿رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ (۲۳/ المؤمنون:۱۱۸)

"اے میرے رب! تو بخش اور رحم فرما اور تو سب مہربانوں سے بہتر مہربانی

کرنے والا ہے۔“

؎ کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

4 اَلْمَلِكُ جَلَّ شَانُہٗ

لغت میں مَلِكْ بادشاہ کو کہتے ہیں۔ یہ غیر متعلق ہے۔ یہاں فرشتے کی کوئی بحث نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے "مَلِكْ" کا اطلاق بحالتِ مضاف ہوا ہے "مَلِكِ النَّاسِ" "تمام بنی نوع انسان کا بادشاہ۔"

﴿ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ﴾

(۴۳/ الزخرف:۸۵)

"اور وہ بہت برکتوں والا ہے۔ جس کے پاس آسمان وزمین اور ان کے درمیان بادشاہت ہے۔"

لہٰذا اللہ تعالیٰ ﴿ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ ﴾ (۵۹/ الحشر:۲۳) "بادشاہ نہایت پاک" کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے جو کائنات کا واحد حکمران ہے۔

مالک اور ملک میں فرق ہے "مَـــلِكْ" کا لفظ زیادہ وسیع ہے۔ اس کے لئے حکمرانی ایک لازمی بات ہے۔

مشاہدہ ہے کہ عوام بادشاہ کی سلطنت کے شہری ہوتے ہوئے ملکی قانون کی پابندی کرتے ہیں۔ قانون سے لاعلمی کوئی عذر نہیں سمجھا جاتا بلکہ سزا ملتی ہے۔

انسان کو چاہئے کہ خالقِ کائنات کے قانون کی پابندی کرتے ہوئے محبّ قانون اور محبّ الملک ہونے کا ثبوت دے۔ یہ نقطہ اگر سمجھ میں آجائے تو تمام لوگ مومن بن جائیں۔

5 اَلْقُدُّوْسُ جل شانہٗ

"القدوس" قدس سے مشتق ہے۔اس کے معنی پاک اور منزہ ہیں۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ رب العالمین جملہ نقائص وعیوب سے پاک ومنزہ ہے۔سنن نسائی کتاب قیام اللیل میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ وتر میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے۔سلام کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہتے۔تیسری بار بلند آواز سے اور پھر اٹھتے۔سورۃ حشر آیت ۲۳ میں ہے:﴿ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ﴾ "وہ بادشاہ بھی ہے۔قدوس بھی،سلام بھی،مؤمن بھی،مہیمن بھی،عزیز بھی،جبار بھی،متکبر بھی۔"اس آیت کریمہ سے ایک بات روز روشن کی طرح نظر آرہی ہے کہ انسان اقتدار پاکر عدل کرتا ہے تو ظلم بھی کرتا ہے۔بسا اوقات عدل کو بھلا کر اپنی پسند اور ناپسندی کی بنا پر فیصلے کرتا ہے۔اقتدار چلے جانے کے بعد ہوش آتی ہے۔اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے پاک ومنزہ ہے۔سنن دار قطنی صفحہ ۱۷۵ کی حدیث بھی پڑھیے" آپ ﷺ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کے ساتھ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ بھی کہتے تھے۔(جبرائیل علیہ السلام کو بھی "رُوْحُ الْقُدُسِ" کہتے ہیں) اللہ تعالیٰ لوازمِ بشریہ اور نوری مخلوق کے نقائص سے پاک ومنزہ ہے۔اس اسم سے تعلق پیدا کرنے کے لئے قابل نفرت عیوب اور نقائص سے دامن بچانا ضروری ہے۔

6 اَلسَّلَامُ جَلَّ شَانُہٗ

اس کے معنی وہ ذات جو سلامتی میں کامل ہو اور دوسروں کو سلامتی عطا فرماتی ہو۔

بخاری صفة الصلوة (الاذان) باب الذکر بعد الصلاة حدیث نمبر ۸۴۱، ۸۴۲ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر ایک بار بلند آواز سے ((اَللّٰہُ اَکْبَر)) کہتے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ تین بار ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ)) پڑھتے اور پھر ((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ)) پڑھتے تھے "اے اللہ تو اَلسَّلَامُ ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ذوالجلال والاکرام تو بڑا ہی بابرکت ہے۔"

سورۂ یٰس کی آیت نمبر ۵۸ پڑھیے: ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴾ "مہربان رب کی طرف سے انہیں (اہلِ جنت کو) سلام کہا جائے گا۔" جبکہ سورۂ یونس آیت نمبر ۱۰ میں: ﴿وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ﴾ "(اہل جنت) ان کا باہمی سلام یہ ہوگا" السلام علیکم۔" نیز فرشتے بھی اہل جنت کو سلام کریں گے۔ سورۃ الزمر آیت ۷۳ میں ہے: ﴿وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ﴾ "اور وہاں کے (جنت کے) نگہبان (فرشتے) ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو۔ تم پاکیزہ رہو۔ تم اس (جنت) میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔"

اس اسم سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حدیث نبوی کی روشنی میں ((اَفْشُوا السَّلَامَ)) کے تحت ہر واقف اور ناواقف کو سلام کرنے میں پہل کرے۔ آپ ﷺ اپنے عام امتی کو بھی پہلے سلام کر دیا کرتے تھے۔ اس سے محبت بڑھتی ہے اور غرور شرمندہ ہو کر دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔

7 اَلْمُؤْمِنُ جلّ شانُہٗ

اَلْمُؤْمِنُ امن سے بنا ہے۔ مومن وہ ہے جو امن عطا فرماتا ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

(۵۹/ الحشر:۲۳)

''وہی اللہ ہے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور اور بڑائی والا۔ اللہ ان چیزوں سے پاک ہے، جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔''

سورۂ نور آیت ۵۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا﴾

''اور ان کے خوف وخطر کو وہ امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔''

یہ وعدے خلافت راشدہ کے عہد میں پورے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی تھی کہ ''حیرہ سے ایک عورت تن تنہا چلے گی اور آ کر بیت اللہ کا طواف کرے گی۔ اسے کوئی خوف وخطرہ نہ ہوگا۔ کسریٰ کے خزانے تمہارے قدموں میں ڈھیر ہو جائیں گے۔''

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

یہ امن ہی ہے جو جان و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ جو دعوتِ اسلامی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کو دور کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ''مومن'' اس لئے ہے کہ وہ امن و ایمان عطا فرماتا ہے۔ ''مومن'' کی فیوض و برکات سے فساد ختم ہو جاتا ہے۔ اسی سے تباہ شدہ علاقے آباد و شاد ہوتے ہیں۔ اس اسم سے تعلق جوڑنے کے لئے اللہ کی مخلوقات کے خادم بنیں۔ خادم بننے کے لئے ایمان کے ضابطوں کے تحت امن قائم کرنے کے طریقے کو اپنانا ضروری ہے۔

8 اَلْمُھَیْمِنُ جل شانہٗ

"اَلْمُھَیْمِنُ" ھَیمَنَ الطَّائِرُ عَلٰی فِرَاشِہٖ سے بنا ہے اس کے معنی "پرندے نے اپنے بچوں کو پروں کے نیچے چھپالیا۔" "اَلْمُھَیْمِنُ" کے معنی مندرجہ ذیل ہیں:

① نگہبان۔ ② وہ جو دوسرے کے خوف سے ہم کو امن دے۔

③ وہ امین جو کسی کا حق ضائع نہ کرے۔ ④ وہ جو ہر خوف و خطر کو دور کردے۔

ان تمام صفات کی حامل صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات ہے:

﴿ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۝﴾

(۵۹/ الحشر:۲۳)

"وہی اللہ ہے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور اور بڑائی والا۔ اللہ ان چیزوں سے پاک ہے، جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔"

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ﴾ (۵/ المائدہ:۴۸)

"اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب (قرآن) نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اور ان کی محافظ ہے۔"

ہر آسمانی کتاب اپنے سے پہلے نازل شدہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی آئی ہے۔ تمام الہامی کتابیں اللہ تعالیٰ ہی کی نازل کردہ ہیں۔ لیکن قرآن مصدق ہونے کے ساتھ ساتھ ﴿مُھَیْمِنُ﴾ (محافظ، امین، شاہد اور حاکم) بھی ہے۔ پچھلی کتابوں میں بہت زیادہ تحریف ہو چکی ہے۔ اس وقت دنیا میں تہتر انجیلیں گردش میں ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو ایک ہی انجیل نازل فرمائی ہے۔ اس لئے قرآن کا فیصلہ ناطق ہوگا۔

i) یہ قرآن توراۃ جیسی اور اس سے بڑھ کر شریعت بھی رکھتا ہے۔

ii) انجیل کے برابر اور اس سے مکمل تر فضل بھی پیش کرتا ہے

iii) قرآن مجید زبور جیسی دلچسپ اور اس سے بھی زیادہ عفان بخش ادعیہ کا خزانہ ہے۔

مُهَيْمِنٌ کا اسم سلام و مومن کا جامع ہے

اس صفت سے تخلق کرنے کا اقتضا یہ ہے کہ آدمی تمام بری عاتوں، خصلتوں، شرکیہ قیدوں اور باطل خیالوں سے اپنے آپ پر نگاہ رکھے اور تمام فرائض خداوندی کی حفاظت کرے اور اپنے تمام اعضاو قویٰ کی نگرانی کرے، کہ وہ اللہ کی نافرمانی نہ کریں۔

9 اَلْعَزِیْزُ جل شانہٗ

"اَلْعَزِیْزُ" عزت سے مشتق ہے۔اس کے معنی قوت وشوکت اور غلبہ کے ہیں۔لیکن اس پر کوئی غالب نہیں۔اسلام کے ظہور کے وقت لوگ عزیٰ دیوی کی پوجا بھی کرتے تھے۔تبھی تو جنگ احد میں عارضی غلبہ پر ابوسفیان نے عزیٰ کا نعرہ لگایا تھا۔

اہل دنیا نے مال و دولت اور انفرادی قوت کا نام عزت رکھا ہے۔یہ بت لوگوں کو بہت پیارا ہے۔اسی بنا پر تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے غزوہ بنی مصطلق کے موقعہ پر یہ کہہ کر اپنے خبث باطن کا یوں اظہار فرمایا:﴿ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ﴾ (٦٣/ المنافقون:٨) "عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا۔"

① ﴿ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (٣/ آل عمران:٦)

"اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔وہ غالب ہے۔حکمت والا ہے۔"

② ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ﴾ (٣٥/ فاطر:١٠)

"جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ ہی کے لئے ساری عزت ہے۔"

③ ﴿ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴾ (١١/ هود:٦٦)

"یقیناً تیرا رب توانا اور غالب ہے۔"

④ ﴿ تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴾ (٣٦/ يٰسين:٥)

"یہ قرآن اللہ زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔"

⑤ ﴿ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴾

(٥٨/ المجادله:٢١)

"اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔یقیناً اللہ تعالیٰ زور آور اور غالب ہے۔"

اللہ جسے اپنی مخلوقات پر غلبہ تام اور مکمل اقتدار حاصل ہے۔اپنے اختیارات کا استعمال حکمت ورحم،غفران اور علم،حمد اور رحم کے ساتھ فرماتا ہے۔اس سے دنیاوی حاکم سبق سیکھیں۔

10

اَلْجَبَّارُ جَلَّ شَانُهٗ

"اَلْجَبَّارُ" جبر سے بنا ہے۔اس کے معنی درستگی ہے۔اس کا متضاد "کسر" ہے۔اس کے معنی شکستگی ہے۔انسانی نام جبار کی نسبت جبار النخل سے ہے کہ جو کھجور اتنی اونچی ہو کہ اس پر چڑھنے کا حوصلہ نہ ہو پائے۔ پتھر دل اور سرکش انسان اس کی مثال ہے کہ وہ اپنے اوپر کسی کا حق نہیں سمجھا کرتے۔ یہی غلط سوچ خلق خدا کو دکھ پہنچانے میں پیش پیش ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝ ﴾ (۱۱/ هود:۵۹)

"یہ تھی قوم عاد۔ جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر ایک سرکش نافرمان کے حکم کی تابعداری کی۔"

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے جبار کے معنی "ریڑھ کی ہڈی کی گرہوں کو جوڑنے والا' ٹوٹے دلوں کو دلاسا دینے والا۔"

﴿ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ ﴾

(۵۹/ الحشر:۲۳)

"وہی اللہ ہے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور اور بڑائی والا۔ اللہ ان چیزوں سے پاک ہے، جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔"

اپنی مخلوق کو اپنے ارادہ امر و نہی کے آگے مجبور کرنے والا اور فقرا اور محتاجوں کے اسباب معاش کو جمع کرنے والا۔

11 اَلْمُتَكَبِّرُ جل شانہٗ

وہ معبود جو برتری میں سب سے اعلیٰ وارفع ہو۔ کبر کے معنی رفعت۔ شرف اور بزرگی ہیں۔ بندوں کا نام ''متکبر'' اس لئے برا ہے کہ صفات رفعت، وشرف اور بزرگی ان کی ذاتی نہیں۔ اضافی ہیں۔

اس اسم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت وجلال کا اظہار فرمایا ہے۔ جو شخص اسے پہچان لیتا ہے وہ عاجزی وانکساری کا خوگر بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کی کبریائی بیان کریں:

﴿ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾

(۲/ البقرۃ:۱۸۵)

''اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔''

﴿ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل:۱۱۱) ''اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔'' سورۃ المدثر آیت مبارکہ ۱ تا ۳ پڑھیے: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ ﴾

''اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو جا اور آگاہ کردے اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر۔''

12

اَلْخَالِقُ جل شانہٗ

"اَلْخَالِقُ" اس ذات کا نام ہے جو کسی شے کو عدم سے وجود میں لائے۔ لفظ خالق خلق سے بنا ہے۔ خلق کے معنی پیدا کرنا ہے: ﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ﴾ (۷/ الاعراف: ٥٤) "بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا" مزید فرمایا: ﴿ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ ﴾ (٦٧/ الملك: ٢) "وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔" سورۂ یٰس آیت ۷۹ پڑھیے: ﴿ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ﴾ "وہ سب طرح کی پیدائش کا خوب جاننے والا ہے۔"

مندرجہ بالا آیات کریمہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ "خلق" کا لفظ مادی اور غیر مادی چیزوں کی پیدائش پر آیا ہے: ﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ﴾ (۷/ الاعراف: ٥٤) "یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا۔"

قرآن میں ہے:

﴿ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ﴾ (٢٣/ المؤمنون: ١٤)

"پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا۔ پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے میں ہڈیاں پیدا کر دیں۔ پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا۔ پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کیا۔ وہ اللہ برکتوں والا ہے جو پیدا کرنے والوں میں سب سے اچھا ہے۔"

سبحان اللہ! رب کریم کے فرمان پر قربان جایئے۔ فرمایا: ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴾ (٩٥/ التین: ٤) "یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔" پیاری پیاری صورت، دراز قد، تمام اعضا متوازن بنا کر سمع و بصر اور عقل و حکمت سے نوازا۔

13 اَلْبَارِیءُ جلّ شانہٗ

"اَلْبَارِیءُ" کا لفظ ب-ر-ء سے بنا ہے۔اس کا مطلب "بنانے والا ہے" جو کہ انسانی تخلیق میں دوسرا مرحلہ ہے۔قرآن میں آتا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ﴾ (۲/ البقرة:٥٤)

"جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو اور اپنے کو آپ قتل کرو۔"

(یہ ان کی بچھڑا پوجنے کی توبہ تھی) لفظ "باری" خلق حیوانات کے لئے زیادہ مستعمل ہے اور عدم سے وجود میں لانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

14 اَلْمُصَوِّرُ جل شانہٗ

''اَلْمُصَوِّرُ'' کے معنی ہیں ''صورت بنانے والا۔'' فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ﴾ (۳/ آل عمران:٦) ''وہ ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح کی چاہتا ہے بناتا ہے۔'' مذکر یا مؤنث، صالح یا بدبخت، مکمل انسان کی صورت یا ناقص الخلقت، ماں کے رحم میں اللہ ہی یہ سب کچھ اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو بغیر باپ کے پیدا ہوئے، یہ تمام مراحل رحم مادر میں اللہ کے حکم سے پورے کر کے دنیا میں آئے۔

دنیا میں مصور حضرات تو اصل کی نقل ہی اتارتے ہیں۔ خواہ وہ آرٹسٹ ہوں یا کیمرہ مین۔ اس سے آگے ان کی اوقات ہی کیا ہے؟

''اَللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ'' کی صفت ''اَلْمُصَوِّرُ'' ملاحظہ ہو، کہ اس ذات کبریا نے انسانوں کی ہی کھربوں صورتیں بنائی ہیں۔ ہر صورت دوسری سے الگ ہے۔ یہ کتنا اور کیسا حیران کن کرشمہ ہے۔

پتھروں کو لے لیں۔ ان میں لاتعداد اقسام ہیں۔ کچھ پتھروں کو Crush کر کے سیمنٹ بنایا جاتا ہے کچھ کی قبریں بند کرنے کے لئے سلیں بنائی جاتی ہیں، کچھ پتھروں سے سنگ مرمر کی ٹائلیں بنتی ہیں، کوئی پتھر زیورات کا کام دیتا ہے۔ مثلاً: زمرد اور نیلم وغیرہ اور کہیں یہی پتھر نایاب ہیرے قرار پاتے ہیں۔ مثلاً: کوہ نور ہیرا جو ملکہ برطانیہ کے تاج میں جڑا ہوا ہے، کبھی یہ پاک و ہند کے مسلمان حکمرانوں کی شان کو دوبالا کرتا تھا۔

اشجار کو دیکھیں کتنی قسم کی لکڑی مہیا کرتے ہیں۔ ایندھن سے لے کر عمارتی لکڑی، صندل کی خوشبودار لکڑی، کچھ درخت اپنی خاصیت کی بنا پر انسانی صحت کے ضامن ہیں۔ کچھ سایہ دار ہیں، کچھ پھل دار ہیں، ایک ہی زمین، یکساں خوراک، یکساں آبپاشی، لیکن خواص میں منفرد ہیں۔ سچ فرمایا رب تعالیٰ نے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾

(٥٩/ الحشر:٢٤)

”وہی اللہ ہے، پیدا کرنے والا، بنانے والا، صورت کھینچنے والا، اسی کے لئے اچھے نام ہیں۔“

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ (٦٤/ التغابن:٣)

”اسی نے آسمان کو اور زمین کو عدل وحکمت سے پیدا کیا۔ اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔“

عدل وحکمت کا مکمل مظاہرہ روز قیامت ہوگا۔ جب صالحین جنت اور نافرمان جہنم میں جائیں گے۔ انسانی ساخت کو اللہ نے ایک خصوصی امتیاز دیا ہے۔ باقی مخلوق چار پاؤں پر چلتی ہے۔ پرندے اپنے پروں کے ذریعے اڑتے ہیں، رینگنے والے کیڑے پیٹ کے بل چلتے ہیں مثلاً: سانپ وغیرہ۔ جبکہ انسان سیدھا اپنے پاؤں پر چلتا ہے۔ زینت کے لئے لباس پہنتا ہے۔ اللہ نے اسے عقل وخرد کی نعمت سے نوازا ہے اس لئے اسے اللہ کا اطاعت گزار اور وفادار ہونا چاہیے۔

15

اَلْغَفَّارُ جَلَّ شَانُہٗ

لفظ ”اَلْغَفَّارُ“ مصدر ”غَفَرَ“ سے بنا ہے۔اس کے معنی چھپانے اور ڈھانپنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت بندے کے گناہوں کو چھپا لیتی ہے۔مزید برآں یہ مغفرت ان پر اللہ کریم کی طرف سے فضل و رحمت کی شکل میں آتی ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۖ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهٰرًا ﴾

(۷۱/ نوح: ۱۰ تا ۱۲)

”اور میں نے کہا: لوگو! اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ۔وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا۔“

دیکھا آپ نے ”اَلْغَفَّارُ“ کے غَفَرَ کا نظارہ، گناہ بھی دُھل گئے، مزید دنیا میں مال، اولاد، رزق کی بھی گارنٹی مل گئی۔یعنی سب کچھ مل گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (۲۵/ الفرقان: ۷۰)

”سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة فيها) میں حدیث ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر جنت میں داخل ہونے والا اور سب سے آخر جہنم سے نکلنے والا ہوگا۔یہ وہ آدمی ہوگا کہ قیامت کے دن اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے۔بڑے گناہ ایک طرف رکھ

دیئے جائیں گے۔اسے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا؟ وہ اثبات میں جواب دے گا۔ انکار کی اسے طاقت نہ ہوگی۔علاوہ ازیں وہ اس بات سے بھی ڈر رہا ہوگا کہ ابھی تو بڑے گناہ بھی پیش کئے جائیں گے کہ اتنے میں اس سے کہا جائے گا کہ جا۔ تیرے لئے ہر برائی کے بدلے ایک نیکی ہے۔ اللہ کی یہ مہربانی دیکھ کر وہ کہے گا کہ ابھی تو میرے بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ میں انہیں یہاں نہیں دیکھ رہا۔'' یہ بیان کر کے آپ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے۔اس اسم سے تعلق پیدا کرنے کے لئے استغفار بکثرت پڑھنا چاہیے۔

غفار کا اعلان

﴿وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی﴾

(۲۰/ طہ:۸۲)

''ہاں بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں، جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔''

یہ آیت کریمہ ہمیں واضح طور پر بتاتی ہے کہ اللہ کی مغفرت کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل چار چیزیں ضروری ہیں۔

۱۔ صبر و شکر اور گناہوں سے توبہ۔

۲۔ ایمان۔

۳۔ اعمال صالح۔

۴۔ راہ راست پر چلنا۔ مقصد دین پر ثابت قدمی۔ حتی کہ اسی حالت میں موت آئے۔ ورنہ جہنم ٹھکانہ ہوگا۔

سید الاستغفار

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا

اَنْتَ))

''اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے ساتھ کیے ہوئے عہد و پیمان پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ مجھ پر آپ کے جو انعام ہیں ان کا میں معترف ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ پس تو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔''

(بخاری ، ٦٣٠٦ ، الدعوات؛ نسائی۔الاستعاذہ ، جلد نمبر٨ صفحہ: ٢٧٩ ؛ ترمذی ، الدعوات:٣٩٢٣؛ ابن ماجه ، الدعاء: ٣٨٧٢؛ ابو داود ، الادب: ٥٠٧٨)

اہل توبہ واستغفار کی تعریف

﴿ وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ ﴾ (٣/ آل عمران:١٣٥)

''اور جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟''

❁❁❁

16

اَلْقَهَّارُ جلّ شانہٗ

"اَلْقَهَّارُ" قهر سے مشتق ہے۔اس کے معنی غلبہ ہے۔قہار وہ ہے جو ہر شے پر غلبہ رکھنے والا ہو۔فرعون نے اپنے زعم باطل میں آ کر بنی اسرائیل کے لئے یہ لفظ بولا تھا:

﴿ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴾

(۷/ الاعراف:۱۲۷)

"فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر ہر طرح کا زور ہے۔"

یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے ہی شایانِ شان ہے:

﴿ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴾ (۶/ الانعام:۱۸)

"اور وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب اور برتر ہے اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔"

﴿ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴾

(۱۲/ یوسف:۳۹)

"اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا متفرق کئی رب بہتر ہیں یا ایک زبردست اور طاقتور اللہ؟"

﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴾ (۱۴/ ابراهیم:۴۸)

"جس دن زمین اس زمین کے سوا اور ہی بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اور سب کے سب اللہ واحد غلبے والے کے روبرو ہوں گے (روز قیامت)۔"

﴿ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ڬ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴾ (۴۰/ المؤمن:۱۶)

"جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے ان کی کوئی چیز اللہ سے چھپی نہ رہے گی۔آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ واحد و قہار کی۔"

17

اَلْوَهَّابُ جل شانہٗ

"اَلْوَهَّابُ" ہبہ سے مشتق ہے۔ ہبہ کے معنی بغیر عوض اور بغیر کسی غرض کے دوسرے کو عطا کرنا۔ حقیقتاً یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود بادشاہِ وقت، قوم بشمول باپ اور دیگر ذی اثر لوگوں نے ملک بدر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت اسماعیل و اسحٰق علیہما السلام عطا فرمائے تو آپ نے ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝ ﴾ (١٤/ ابراهيم:٣٩)

"اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل و اسحٰق عطا فرمائے۔ بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام کو جب حضرت سلیمان علیہ السلام عطا ہوا۔ تب یہ لفظ استعمال ہوا:

﴿ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ ﴾ (٣٨/ ص:٣٠)

"اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا۔ جو بڑا اچھا بندہ تھا اور بے حد رجوع کرنے والا تھا۔"

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنایا وہاں بھی یہ لفظ استعمال ہوا:

﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا ۝ ﴾ (١٩/ مريم:٥٣)

"اور اپنی خاص مہربانی سے اس کے بھائی کو نبی بنا کر اسے عطا فرمایا۔"

ان آیات قرآنی سے ایک چیز روزِ روشن کی طرح نظر آ رہی ہے کہ اسم وَهَّابٌ کے ساتھ رحمت کا ذکر انتہائی ضروری ہے۔ اس رحمت سے ہی تو صفتِ وہابیت ظہور پذیر ہوتی ہے۔

اس اسم کے مطالعہ سے ایک راز اور کھلتا ہے۔ وہ یہ کہ دنیا میں انسان کی عارضی ملکیت

کی اشیاء رب العالمین ہی کی صفت وہابیت کی مرہون منت ہے۔ اگر یہ اشیائے دنیا انسان کی اپنی ملکیت ہوتیں تو موت پر ان سے دستبردار نہ ہونا پڑتا اور یہ انسان کے ساتھ ہی قبر میں رکھ دی جاتیں۔ اس اسم سے تعلق جوڑنا مقصود ہو تو محتاجوں کی ضروریات بلاغرض پوری کریں۔ ترمذی کی حدیث میں ہے: "اے اسماء! خوب خرچ کرو، تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔ ہاتھ نہ روک۔ تجھ پر بھی ہاتھ روک لیا جائے گا۔ شمار نہ کر، تجھے بھی شمار کر کے دیا جائے گا۔"

18

اَلرَّزَّاقُ جل شانہٗ

''اَلرَّزَّاقُ'' کے معنی رزق اور اس کے اسباب پیدا فرمانے والا اور وہ چیزیں وجود میں لانے والا جو جسم وروح کے لئے ممد ومعاون ہوں۔ رزق میں کھانے پینے کی تمام چیزیں شامل ہیں بلکہ مال ومتاع بھی اس میں آ جاتا ہے۔ کیونکہ انسان ان سب سے ہی لطف اندوز ہوتا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ (۵۱/ الذاریات: ۵۸)

''اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں، توانائی والا اور زور آور ہے۔''

رزق دو قسم کا ہے: رزق ظاہر اور رزق باطن۔

رزق ظاہر: اس میں غذائیں اور وہ چیزیں جو بدن کے لئے فائدہ مند ہیں۔ مخلوق الٰہی کو دیکھیں، کوئی روٹی کا آرزو مند ہے تو کوئی گوشت کا۔ ایک ہی قسم کے رزق میں معدہ، اعصاب، شریانیں، جگر، دل ودماغ کو پرورش کرنے والے اجزا ہیں۔ ہر ایک عضو اپنی غذا لے لیتا ہے۔ دوسرے عضو کا حصہ اس کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ ایسی تقسیم اور سوجھ بوجھ صرف اور صرف ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ﴾ کے سوا اور کون کر سکتا ہے؟

رزق باطن: یہ روحانی رزق ہے۔ جس سے روح پرورش پاتی ہے۔ یہ ابدی ہے۔ اس کا فائدہ آخرت میں بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ دونوں قسموں کا کفیل ہے:

﴿قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ (۳۴/ سبا: ۳۹)

''کہہ دیجئے! کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ اللہ اس کا بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والوں میں ہے۔''

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ((اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ)) (صحیح البخاری،

تفسیر سورۃ ھود) ''تو خرچ کر۔میں تجھ پر خرچ کروں گا۔''

اس اسم سے تعلق جوڑنے والے کے لئے لازم ہے کہ رزق کی آرزو صرف اللہ ہی سے کرے۔ دوسرے یہ کہ بھوکے انسانوں کو کھانا کھلائے۔ بھوکے کو صرف اللہ کی رضا کی خاطر کھانا کھلانے سے جو روحانی غذا ملتی ہے۔اسے صدقہ و خیرات کرنے والا ہی جانتا ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک میں غربا و مساکین کے روزوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرنا بھی ہے۔

19

اَلْفَتَّاحُ جَلَّ شَانُہٗ

"اَلْفَتَّاحُ" کے معنی "کھولنے والا" ہے۔ دیکھیے قرآن کہتا ہے:

﴿ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ﴾

(۱۲/ یوسف:۶۵)

"جب انہوں (برادرانِ یوسف) نے اپنا سامان کھولا، تو انہوں نے اپنا سرمایہ موجود پایا جو ان کی جانب لوٹا دیا گیا تھا۔"

"فتح" کے معنی "کھولنے" کے ہیں

﴿ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ ﴾

(۲/ البقرۃ:۷۶)

"کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو وہ باتیں کیوں پہنچاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھول دی ہیں، کیا جانتے نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پاس تم پر ان کی حجت ہو جائے گی۔"

فتح کا مطلب فیصلہ کرنا بھی ہے:

﴿ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۝ ﴾

(۳۴/ سبا:۲۶)

"انہیں خبر دے دیجیے کہ ہم سب کو ہمارا رب جمع کر کے پھر ہم میں سچے فیصلے کر دے گا۔ وہ فیصلے چکانے والا اور علم والا ہے۔"

فتح کے معنی Victory بھی ہے:

﴿ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ۝ ﴾ (۴۸/ الفتح:۱)

"بے شک (اے نبی) ہم نے تمہیں کھلم کھلا فتح دی ہے۔"

اس اسم سے تعلق کا طریقہ یہ ہے کہ اہلِ حاجات کی مدد میں ہمدردی سے حصہ لیا جائے۔

❁ ❁ ❁

20 اَلْعَلِيْمُ جل شانہٗ

"اَلْعَلِيْمُ" علم سے مشتق ہے۔ "اَلْعَلِيْمُ" وہ ذات ہے جس کا علم ہر شے کو محیط ہو۔

اللہ کے علم کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

① ﴿ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾ (۳/ آل عمران:۳۵)

"یقیناً تو خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے۔"

② ﴿ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ ﴾

(۳/ آل عمران:۱۱۹)

"[منافقین سے خطاب ہو رہا ہے] کہہ دو کہ اپنے غصہ ہی میں مر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز کو بخوبی جانتا ہے۔"

③ ﴿ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ ﴾

(۱۶/ النحل:۱۲۵)

"یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔"

④ ﴿ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل:۵۵)

"آسمان و زمین میں جو بھی ہے، آپ کا رب سب کو بخوبی جانتا ہے۔"

⑤ ﴿ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾

(۲۷/ النمل:۷۸)

"آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے سب فیصلے کر دے گا۔ وہ بڑا ہی غالب اور جاننے والا ہے۔"

نبی کے علم میں اور اللہ تعالیٰ کے علم میں بہت نمایاں فرق ہے۔ اللہ کا علم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے جبکہ انبیاء ورسل کا علم نبوت عطا ہونے پر شروع ہوتا ہے اور موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ انسانوں میں سب سے زیادہ علم انبیاء ورسل کے پاس ہی ہوتا ہے۔ اللہ کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس کی ابتدا بھی نہیں اور انتہا بھی نہیں ہے۔

انسانی علم اشیاء سے متعلق ہوتا ہے۔ جو اشیاء وجود میں آ گئی ہیں یا وجود میں آنا ممکن ہے۔ یہی انبیائے کرام کا علم ہے۔ جبکہ اللہ کا وجود تو ان اشیاء سے پہلے کا ہے۔ اور وہی ان اشیاء کا وجود پیدا کرتا ہے۔ انبیائے کرام کا علم حواس [ظاہرہ وباطنہ] کے متعلق ہے۔

21، 22، اَلْقَابِضُ جَلَّ شَانُہٗ، اَلْبَاسِطُ جَلَّ شَانُہٗ

"اَلْقَابِضُ" قبض اور "اَلْبَاسِطُ" بسط سے مشتق ہے۔ القابض کے معنی وہ ذات جوانسانوں کے لئے چاہے تو رزق بند کردے اور جس طرح چاہے بند کردے جبکہ اس کا متضاد باسط ہے۔ اس سے مراد وہ ذات ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے، جب مناسب سمجھے رزق وسیع کردے۔ یہ دونوں اسماء قرآن مجید میں بطور اسماء استعمال نہیں ہوئے لیکن درج ذیل قرآنی آیت سے ان کا استخراج کیا گیا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ط وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (۲/ البقرۃ:۲۴۵)

"ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض [قرض حسنہ] دے پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے۔ اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

قرضِ حسنہ سے مراد راہ لِلّٰہِ اور جہاد میں خرچ کرنا ہے۔ رزق کی کمی اور فراوانی اللہ کے اختیار میں ہے۔ رزق کی کمی سے بھی اور اس کی کشادگی سے بھی انسان کی آزمائش ہوتی ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے رزق کم نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ اور صدقہ خیرات پر پابند حضرات اس کا مشاہدہ کرسکتے ہیں۔ کبھی تو عددی طور پر رزق آتا ہے اور کبھی اللہ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔

ان اسماء سے تعلق پیدا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نہ تو فراخ دستی میں اسراف کریں اور نہ ہی تنگ دستی میں دل تنگ کریں۔ ہر دو حالت میں صابر وشاکر رہنا چاہئے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط﴾ (۲/ البقرۃ:۱۵۳)

"اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔"

❁ ❁ ❁

23، 24 اَلْخَافِضُ جل شانہٗ، اَلرَّافِعُ جل شانہٗ

خفض کے معنی پستی اور رفع کے معنی بلندی ہے۔ "اَلْخَافِض" اپنے دشمنوں کو گرانے والا، ذلیل کرنے والا، بے نصیب کرنے والا اور اپنے قرب سے دور کرنے والا جبکہ الرَّافِعُ کے معنی اپنے دوستوں کی شان و مرتبہ بلند کرنیوالا دنیا میں اور آخرت میں" (الزجاج)

"اَلْخَافِض" بطور اسم قرآن میں نہیں آیا۔ قرآن میں ہے:

① ﴿ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ﴾ (٤٠/ المؤمن:١٥)

"بلند درجوں والا، عرش کا مالک۔"

② ﴿ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴾ (٥٦/ الواقعہ:٣)

"وہ پست کرنے والی ہوگی اور بلند کرنے والی ہوگی۔"

پستی کا مطلب اس جگہ پر [قیامت کے روز] ذلت اور بلندی کے معنی عزت ہے۔ اللہ کے اطاعت گزاروں کو یہ بلند اور نافرمانوں کو پست اور ذلیل کرے گی۔

③ ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ ﴾ (١٣/ الرعد:٢)

"اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے۔"

25، 26 اَلْمُذِلُّ جل شانہٗ، اَلْمُعِزُّ جل شانہٗ

یہ دونوں اسماء قرآن مجید میں بطور اسماء نہیں آئے۔ یہ قرآن کی درج ذیل آیات سے استخراج شدہ ہیں:

﴿ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ (۳/ آل عمران:۲۶)

''اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

عزت و ذلت کا اظہار کبھی حکومت ملنے پر اور کبھی حکومت چھن جانے پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے تو رئیس المنافقین ابن ابی بن سلول نے عزت کا معیار مال و دولت کو قرار دیتے ہوئے کہا تھا اور پھر اللہ سے فوری جواب بھی آ گیا تھا:

﴿ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

(۶۳/ المنافقون:۸)

''یہ (منافقین) کہتے ہیں، کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا۔ سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے ہے۔ لیکن منافق جانتے نہیں۔''

اس رئیس المنافقین نے اپنے آپ کو عزت والا اور نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ذلت والے کہا۔ اللہ نے اسی آیت میں اس بات کا رد کر دیا۔

اسی طرح وتروں کی دعائے قنوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تعلیم دی اس میں ہے: ((لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ))(ابو داود، ابواب وتر، باب القنوت فی الوتر حدیث ۱۴۲۵ تا ۱۴۲۶) ((وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ)) کے الفاظ سنن بیہقی میں جلد نمبر۲ حدیث نمبر ۲۰۹ میں ہیں)

27 اَلسَّمِيْعُ جَلَّ شَانُهٗ

"اَلسَّمِيْعُ" سمع سے مشتق ہے۔اس کے معنی "سننے" کے آئے ہیں۔سمیع ایک طرح سے اسم مبالغہ بھی ہے۔اسم مبالغہ اس وقت جب اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا۔ بندہ کانوں کا محتاج ہے۔کان نہ ہوں یا خراب ہوں تو سننے سے عاری ہو جاتا ہے۔اونچا سننے والے لوگ تبھی تو Hearing Aid استعمال کرتے ہیں۔بندہ کو موت تک قوت سماعت دی گئی ہے۔موت کے بعد اور پیدائش سے پہلے اس قوت کا وجود نہیں ہوتا۔بندہ کی قوت سماع محدود ہے۔قریب کی آواز ہی سننے پر قادر ہے جبکہ دور کی آواز نہیں سن سکتا۔لیکن اللہ تعالیٰ ان تمام عوارض سے پاک ومنزہ ہے۔بندوں کی قوت سماعت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔جبکہ اللہ کی قوت سماعت اس کی ذاتی ہے جو ازل سے ابد تک ہے۔جو حضرات انبیائے کرام اور اولیائے کرام کے بارے میں یہ سوچ رکھتے ہیں کہ وہ بھی دور و نزدیک اور حاضر و غائب کی گزارشات سنتے ہیں۔اللہ کریم ان بھائیوں پر رحم فرمائے وہ اَن جانے میں بندوں کو اللہ کی صفات میں شامل کر کے شرک فی الصفات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔یہ خصوصیت صرف اور صرف اللہ کریم کو ہی حاصل ہے۔قرآن کہتا ہے:

① ﴿فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ﴾

(۳۰/ الروم:۵۲)

"بے شک آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو سنا سکتے ہیں۔"

بدر کے اندھے کنوئیں میں کفار مکہ کو سنانا آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔

② ﴿قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا﴾

(۱۸/ الکہف:۲۶)

"آپ کہہ دیں اللہ ہی کو ان کے ٹھہرے رہنے کی مدت کا بخوبی علم ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کا غیب صرف اسی کو حاصل ہے۔وہ کیا ہی اچھا دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔سوائے اللہ کے ان کا کوئی مددگار نہیں۔اللہ اپنے حکم میں

کسی کو شریک نہیں کرتا۔"

③ ﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ ﴾

(۲۳/ المؤمنون:۷۸)

"وہ اللہ ہے۔ جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے۔"

④ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴾

(۳۵/ فاطر:۲۲)

"اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔"

28

اَلْبَصِيْرُ جَلَّ شَانُهٗ

"اَلْبَصِيْرُ" بصر سے مشتق ہے۔ اس کے معنی نظر آنے والی چیزوں کو دیکھنا ہے۔

انسانی بصارت محدود ہے:

قرآن کہتا ہے:

﴿ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۞ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۞ ﴾ (٦٧/ الملك: ٣، ٤)

"دوبارہ دیکھ لے کیا کوئی شگاف بھی (آسمان میں) نظر آ رہا ہے۔ پھر دوہرا کر دوبارہ دیکھ لے۔ تیری نگاہ تیری طرف تھکی ہاری لوٹ آئے گی۔"

اللہ نے انسان کو سمیع و بصیر بنایا ہے

﴿ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۞ ﴾

(٧٦/ الدهر: ٢)

"بے شک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے امتحان کے لئے پیدا کیا اور اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔"

اللہ کی صفتِ بصیر

﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۞ ﴾

(٥٧/ الحديد: ٤)

"اور تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے اور جو تم کر رہے ہو۔ اللہ دیکھ رہا ہے۔"

دنیاوی زندگی میں کوئی بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا

﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ ﴾ (٦/ الانعام: ١٠٣)

"اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔"

انسانی آنکھیں دنیاوی زندگی میں اللہ کو نہیں دیکھ سکتی۔ البتہ اہل ایمان جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ قرآن میں سورۂ قیامہ میں یہی بات یوں بیان کی ہے:

﴿ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ ﴾ (۷۵/ قیامۃ:۲۲تا۲۳)

''اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

صحیح بخاری، تفسیر سورۃ انعام میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جس شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ شب معراج میں نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔ اس نے قطعاً جھوٹ بولا ہے۔'' اماں جان نے انہی آیات سے استدلال کیا ہے۔

اللہ سے پناہ مانگئے

﴿ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ ﴾ (۴۰/ المؤمن:۵۶)

''سوتو اللہ کی پناہ مانگتا رہ۔ بے شک وہ پورا سننے والا اور سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے۔''

29 اَلْحَكَمُ جَلَّ شَانُهٗ

''اَلْــحَـكَـمُ'' حكم سے مشتق ہے۔حَكَم کے معنی فرمان اور حَكَم کے معنی فرمان جاری کرنے والا ہے۔قرآن کہتا ہے:

① ﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ (٦/ الانعام:٥٧)

''حکم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نہیں'' تمام کائنات پر اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلتا ہے۔

② ﴿ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ ﴾ (٢٢/ الحج:٥٦)

''اس دن اللہ کی بادشاہت ہوگی۔وہی ان میں فیصلے فرمائے گا۔''

③ ﴿ وَهُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ﴾ (٢٨/ القصص:٧٠)

''وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے۔اسی کے لئے فرمانروائی ہے اور اسی کی طرف تم سب پھیرے جاؤ گے۔''

④ ﴿ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ ﴾ (٦/ الانعام:٦٢)

''خوب سن لو! فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔''

اس اسم سے تخلق کرنے والے پر لازم ہے کہ فیصلہ کرتے وقت صرف اور صرف اللہ کا حکم مدنظر رکھے،نہ کہ تعلقات،دنیا کے قلیل فائدے کے لئے حق کے خلاف فیصلہ نہ دے۔

30 اَلْعَدْلُ جَلَّ شَانُهٗ

یہ لفظ بطور اسم باری تعالیٰ قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔ جبکہ عدل کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ﴾ (۱۶/ النحل:۹۰)

"اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

عدل اگر معاشرے میں انسانی پیشانی کا جھومر ہے تو احسان اس کا خوشنما اور پیارا سا ڈیزائن ہے۔

② ﴿ اَلَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴾ (۸۲/ الانفطار:۷)

"جس (رب نے) تجھے پیدا کیا۔ پھر ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر (درست اور) برابر بنایا۔"

③ ﴿ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ﴾ (۵/ المائدۃ:۹۵)

"جس کا فیصلہ دو معتبر شخص کر دیں۔"

④ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ عدل کرنے والا ہے:

﴿ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ﴾ (۶/ الانعام:۱۱۵)

"اور آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔"

اس لئے کہ اللہ کا ہر امر اور نہی عدل و انصاف پر مبنی ہے:

⑤ ﴿ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾ (۵/ المائدۃ:۸)

"عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔"

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے کہ لڑائی جھگڑوں کے علاوہ اپنی سوشل لائف میں خوراک، نیند، گفتگو، کاروبار میں بھی عدل کو لاگو کرے، تاکہ دوسروں کے لئے رول ماڈل ہو۔

31 اَللَّطِیْفُ جل شانہٗ

''اَللَّطِیْفُ'' لطف سے ماخوذ ہے۔اس کے معنی بندوں پر مہربانی کرنا۔لطیف وہ ذات ہے جو تمام امور کی حکمت واسرار سے واقف ہو اور انسانی آنکھوں سے اس کا ادراک ممکن نہ ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① ﴿ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴾

(٤٢/ الشوری:١٩)

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی لطف کرنے والا ہے جسے چاہتا ہے کشادہ روزی دیتا ہے اور وہ بڑی طاقت والا بڑے غلبے والا ہے۔''

② ﴿ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴾ (٦٧/ الملك:١٤)

''کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو۔''

فتح القدیر میں ہے:"الذی لطف علمه بمافی القلوب" جس کا علم اتنا لطیف ہے کہ دلوں میں پرورش پانے والی باتوں کو بھی جانتا ہے۔''

③ سورۂ یوسف آیت نمبر ۱۰۰ پڑھیے: ﴿ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ ﴾ ''میرا رب جو چاہے اس کے لئے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔''

یہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم کا بیان ہے۔یہ خصوصیت صرف انہیں ہی حاصل ہے، کہ خود اللہ کے نبی، باپ بھی نبی، دادا بھی نبی اور پڑدادا حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں،ہمیں بھی بنی نوع انسان کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔

32 اَلْخَبِیْرُ جل شانہ

"اَلْخَبِیْرُ" خبر سے ماخوذ ہے۔ "خبیر" وہ ہے جو دنیا و آخرت کے احوال کو جانتا ہے۔ اس سے کوئی مخفی سے مخفی چیز بھی چھپی نہ ہو۔ جو دانائی اور زیرکی کا مالک ہو۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾

(۳/ آل عمران: ۱۸۰)

"آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔ اس سے اللہ باخبر ہے۔"

② ﴿ اِعْدِلُوْا ۗ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾

(۵/ المائدۃ: ۸)

"عدل کیا کرو جو تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقین مانو کہ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔"

③ ﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾

(۴۹/ الحجرت: ۱۳)

"اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔"

انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے دل و دماغ سے باخبر رہے۔ فسق و فجور، بے ایمانی، حسد و کینہ، بغض و عداوت، مکر و فریب سے اپنا دامن بچائے۔ کیونکہ یہ ایمان کے لئے زہر قاتل ہیں۔

33 اَلْحَلِیْمُ جلّ شانُہٗ

''اَلْحَلِیْمُ'' حلم سے نکلا ہے۔ اس کے معنی بردباری ہے۔ یعنی وہ ذات جو غصے میں حلیم الطبع کا مظاہرہ کرتی ہے۔ فوری سزا نہیں دیتی۔ اگر گناہ گاروں اور نافرمانوں کی فوری پکڑ ہو تو زمین پر کوئی زندہ نہ رہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ (١٦/ النحل:٦١)

''اگر اللہ لوگوں کے گناہوں پر ان کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا، لیکن وہ تو انہیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴾ (٢/ البقرة:٢٦٣)

''نرم بات کرنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا رسانی ہو اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے۔''

ہم انسانوں کو انسانوں سے معاملات کرتے وقت سورۃ البقرہ کی اس آیت کریمہ:

﴿ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴾ (٢/ البقرة: ٢٦٣) کو حرز جاں بنانا چاہیے۔

34 اَلْعَظِيْمُ جَلَّ شَانُهٗ

"العظیم" العظمة سے ہے۔اللہ تعالیٰ کی عظمت ذاتی ہے،قرآن کہتا ہے:

① ﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴾ (٥٦/ الواقعة:٩٦)

"پس تو اپنے عظیم رب کی تسبیح کر۔"

حدیث مبارکہ ہے: "دو کلمے اللہ کو بہت محبوب ہیں، زبان پر ہلکے اور وزن میں بھاری" ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))(صحیح البخاری آخری حدیث)صحیح مسلم کتاب الذکر، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء)اسی قرآنی آیت کی تعمیل میں رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کی تسبیح پڑھی جاتی ہے۔حدیث میں ہے کہ "تین بار یہ تسبیح پڑھی جاتی تھی" (ابوداؤد مترجم جلد اول، کتاب الصلوۃ باب، جب آدمی رکوع وسجدے میں ہو تو کیا کہے۔صفحہ ۳۳۹ حدیث ۸۶۱) جبکہ صحیح مسلم مترجم شرح نووی جلد ۲۔ کتاب صلوۃ المسافرین صفحہ ۲۶۸ میں حدیث ہے کہ "آپ ﷺ رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" پڑھتے اور آپ کا رکوع بھی قیام کے برابر برابر ہوتا" قرآن مجید میں ہے:

② ﴿ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾

(٤٢/ الشوریٰ:٤)

"آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے۔سب اسی کا ہے۔وہ برتر اور عظیم ہے۔"

③ ﴿ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾ (٢/ البقرة:٢٥٥)

"اور اللہ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا ہے اور نہ اکتاتا ہے۔وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔"

❁ ❁ ❁

35

اَلْغَفُوْرُ جَلَّ شَانُہٗ

"اَلْغَفُوْرُ" بھی غَفَرَ سے مشتق ہے۔ غفر کے معنی "چھپانے اور ڈھانپنے" کے ہیں "الغفار" کے معنی "بندوں کے گناہوں کو چھپا دینا اور انہیں گناہوں کی گندگی سے پاک و صاف کر دینا ہے۔" "غفار" بہت زیادہ مغفرت کرنے والا۔ جبکہ غفور کے معنی جو بار بار مغفرت کرتا ہو۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

(۲/ البقرۃ:۱۷۳)

"پھر جو مجبور ہو جائے (فاقہ کشی سے) اور وہ نہ حد سے بڑھنے والا ہو اور نہ زیادتی کرنے والا ہو۔ اس پر ان کے کھانے میں (مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سؤر کا گوشت) کوئی گناہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

② ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (۳/ آل عمران:۳۱)

"کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ خود اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

③ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

(۳/ آل عمران:۸۹)

"مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ابن کثیر نے لکھا ہے: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی (مسند عبدالرزاق کے مطابق) حارث بن سوید مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ پھر پچھتانے لگا اور اپنی قوم سے کہلوایا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو۔ کیا میری توبہ پھر بھی قبول ہو سکتی ہے؟ اس پر سورۂ آل عمران کی آیات ۸۶ تا ۸۹ نازل ہوئیں۔ اس کی قوم نے اس سے کہلوا

بھیجا۔ وہ پھر توبہ کر کے نئے سرے سے مسلمان ہو کر حاضر ہو گیا۔ (ابن جریر)، نسائی، حاکم اور ابن حبان میں بھی یہ روایت ہے۔ پھر اس صحابی رسول ﷺ نے بہت اچھے طریقے سے اسلام کو نبھایا۔"

36

اَلشَّكُوْرُ جَلَّ شَانُهٗ

یہ اسم شکر سے مشتق ہے۔ اللہ کا شکور ہونا درج ذیل معنی میں ہے۔ (i) شکر کے معنی مدح وثنا بیان کرنا۔ اللہ نے اپنی صفات عالیہ بیان فرما کر اپنی ثنا خود بیان فرمائی ہے۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴾

(٤٢/ الشوریٰ:٢٣)

"جو شخص کوئی نیکی کرے۔ ہم اس کے لئے اس کی نیکی میں مزید حسن بڑھا دیں گے بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت قدر دان ہے۔"

دیکھئے بخشش بھی ملی اور مزید زیادہ اجر بھی اور کیا چاہیے؟ (ii) شکر کا معنی کسی کام کو قبولیت عطا فرمانا۔ کسی کی اطاعت گزاری سے خوش ہو جانا۔ اللہ شکور ہونے کے ناطے ہی ہمارے اعمال صالحہ قبول فرماتا ہے:

② ﴿ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴾ (٦٤/ التغابن:١٧)

"اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے (یعنی اس کی راہ میں خرچ کرو گے) تو وہ اسے تمہارے لئے بڑھاتا جائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔ اللہ بڑا قدر دان، بڑا بردبار ہے۔"

بندے پر لازم ہے کہ انعام واحسان سے اس کا دل اگر خوش ہو تو اللہ تعالیٰ کی زبان سے اور دل سے حمد وثنا کرے۔ اطاعت گزاری میں مزید کوشاں رہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" بہترین حمد وثنا ہے۔ حاضر دماغی سے اس کے ذکر پر جم جائیے۔

❁❁❁

37 اَلْعَلِیُّ جَلَّ شَانُہٗ

"اَلْعَلِیُّ" عُلُوّ سے مشتق ہے۔اس کے معنی بلندی، بزرگی، طاقت اور غلبے کے ہیں۔ یہ بلندی کبھی اجسام میں ہوتی ہے۔مثلاً: زمین سے آسمان بلند ہے کبھی درجات وفضیلت میں۔قرآن کہتا ہے:

① ﴿ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾ (۲/ البقرۃ:۲۵۵)

"اس کی کرسی کی وسعت نے زمین وآسمان کو گھیر رکھا ہے۔اور وہ (اللہ) ان کی حفاظت سے نہ تھکتا ہے اور نہ اکتاتا ہے۔ وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔"

② ﴿ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ (۲۲/ الحج:۶۲)

"اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں۔وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے۔"

③ ﴿ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ (۳۴/ سبا:۲۳)

"پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا۔جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ بلند وبالا اور بہت بڑا ہے۔"

آسمان پر موجود فرشتے ہوش آنے پر عرش بردار اور دوسرے فرشتوں سے پوچھتے ہیں تو عرش بردار فرشتے دوسرے فرشتوں کو اور وہ اپنے سے نیچے والے فرشتوں کو بتاتے ہیں۔اس طرح خبر آسمان دنیا پر پہنچ جاتی ہے۔

38

اَلْکَبِیْرُ جل شانہٗ

"اَلْکَبِیْرُ" کِبَرٌ سے مشتق ہے۔ اللہ زمان و مکان سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ "اس کی شان وجلال کے سامنے بڑے سے بڑے بھی حقیر ہیں۔" (بیہقی) قرآن کہتا ہے:

① ﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ ﴾ (۱۳/ الرعد:۹)

"ظاہر و پوشیدہ کا وہ عالم ہے۔ سب سے بڑا اور بلند و بالا۔"

② ﴿ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ ﴾ (۲۲/ الحج:۶۲)

"اور بے شک اللہ ہی بلندی والا اور کبریائی والا ہے۔"

③ ﴿ وَلَهُ الْكِبْرِيَاۗءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ﴾

(۴۵/ الجاثية:۳۷)

"تمام بڑائی آسمانوں اور زمین میں اسی کی ہے اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔"

حدیث قدسی صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الکبیر میں ہے ((اَلْعَظْمَةُ اِزَارِیْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَآئِیْ)) عظمت میرا ازار اور بڑائی میری چادر ہے۔

39

اَلْحَفِيْظُ جَلَّ شَانُهٗ

"اَلْحَفِيْظُ" کا معنی نگہبانی کرنے والا (The Protector) ہے۔ جب یہ لفظ اللہ کے لئے استعمال ہو یا اکیلا آئے تو یہ اللہ کا نام ہوتا ہے۔ جب کسی اور شے کی صفت ہو تو اس کے معنی "محفوظ" ہوں گے۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴾ (۱۱/ هود:۵۷)

"یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

یہ حضرت نوح علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ میرا رب مجھے تمہارے مکروفریب اور سازشوں سے بھی محفوظ رکھے گا اور ہر اچھے برے کو ان کے اعمال کے مطابق اچھی و بری جزا و سزا بھی دے گا۔

② ﴿ وَرَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴾ (۳۴/ سبا:۲۱)

"اور آپ کا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

③ ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ (۱۵/ الحجر:۹)

"ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

یعنی اسے دست بردِ زمانہ سے اور تحریف سے بچانا ہمارا کام ہے۔ چنانچہ قرآن آج تک اسی طرح محفوظ ہے۔ جس طرح اترا تھا۔

❀❀❀

40 اَلْمُقِيْتُ جَلَّ شَانُهٗ

"اَلْمُقِيْتُ" The controller of things اور He who sustains کے ہیں۔ روزی جسمانی بھی ہوسکتی ہے اور روحانی بھی۔ اس لحاظ سے یہ اسم "رزاق" کے قریب قریب ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ رزق چاہے روزی ہو یا غیر روزی جبکہ قُوت صرف روزی کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴾ (٤/ النساء:٨٥)

"اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

(i) "اَلْـمُـقِـيْـت" (i) قوت سے بھی ہے۔ قوت غذا اس مقدار کو کہتے ہیں جو جزو بدن ہوسکے اور صحت کا ذریعہ بنے۔

(ii) وہ ہے جو جملہ قوائے بدن کو توانائی دیتا ہے۔

(iii) وہ ہے جو قوائے روحانی کو غذا بخشتا ہے۔

(iv) وہ ہے جو دماغ کو غذا، قلب کو غذا اور روح کو غذا مہیا کرتا ہے۔ اسی کی غذا سے ان سب کی تربیت و تقویت و تنویر ہوتی ہے۔

اس اسم سے تخلق کرنے والوں پر ضروری ہے کہ وہ ہر چیز کا سوال اللہ اور صرف اللہ ہی سے کرے۔

41 اَلْحَسِيْبُ جل شانہٗ

"اَلْحَسِيْبُ" حسب سے ہے۔ معنی کفایت کرنا۔ الحسیب وہ ذات ہے جو دشمنوں سے انسان کو کفایت کرتی ہے قرآن کہتا ہے:

① ﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (۳/ آل عمران: ۱۷۳)

"وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں۔ تم ان سے خوف کھاؤ۔ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے۔ ہمیں اللہ کافی ہے وہ بہت اچھا کارساز ہے۔"

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ کے پڑھنے کی فضیلت صحیح البخاری میں ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔

(فتح القدیر)

② ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ (۸٤/ الانشقاق: ۸)

"اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا۔"

یہاں یہ اسم حساب لینے کے لئے آیا ہے۔ مسند احمد ۶/ ۴۸ میں حدیث ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض نماز میں یہ دعا پڑھتے: ((اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا)) "اے اللہ! میرا حساب آسان فرمانا، نماز سے فراغت کے بعد میں نے پوچھا۔ حساب یسیر (آسان حساب) کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کا اعمال نامہ دیکھے گا اور پھر اسے معاف فرما دے گا۔"

③ ﴿وَهُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ﴾ (٦/ الانعام: ٦٢)

"اور وہ اللہ جلد حساب لے گا۔"

④ ﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۗ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل: ۱٤)

"آج تو تُو خود ہی حساب لینے کے لئے کافی ہے۔"

اس اسم سے تخلق کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ سے یہ رویہ کبھی بھی نہ اپنائیں۔ ﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴾ (۷۸/ النبا:۲۷) ''انہیں تو حساب کی توقع ہی نہ تھی'' بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق قرآن وسنت پر عمل پیرا ہو کر نماز میں یا بعد نماز ﴿ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴾ ''اے اللہ! میرا حساب آسان فرما'' کو حرز جاں بنائے۔

42 اَلْجَلِيْلُ جَلَّ شَانُهٗ

(بلند شان والا جس کا حکم سب پر غالب ہو)

یہ نام قرآن حکیم میں نہیں ہے۔ اسے "ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی ''عظمت وعزت والی ذات'' ہے، علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے، کہ ''جلال'' ہم کو ادب سکھاتا ہے اور اکرام ہم پر ابواب محبت کشادہ کرتا ہے۔ ''دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات کی جلالت ہمہ وقت نظر کے سامنے رہنی چاہئے، اور اس کی محبت بھی ہر وقت دل میں جاگزیں ہو۔''

سنن ابن ماجہ مترجم جلد سوم باب اللہ جل جلالہ کے ناموں کا بیان صفحہ ۲۱۹ پر "اَلْجَلِيْلُ اَلْجَمِيْلُ" بھی آیا ہے۔ یہاں پر جلیل کے معنی صفات قہریہ اور جمیل کے معنی صفات لطیفہ کا اظہار ہے۔

43

اَلْكَرِيْمُ جل شانہٗ

"اَلْكَرِيْمُ" کرم سے ماخوذ ہے۔کرم کے معنی عظمت، شرف، عزت اور بغیر سوال کے بے انتہا عطا کرنے والا۔ کریم ایفائے عہد، طاقت کے باوجود معاف کرنے والا۔ انسانوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہوتا ہے۔ سب سے بڑھ کر اس نے ہماری خیر خواہی اور ہدایت کے لئے نبی اور رسول بھیجے، تا کہ ہم جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴾

(۲۳/ المؤمنون:۱۱۶)

"اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی بزرگ عرش کا مالک ہے۔"

عرش سے ہی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

② ﴿ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴾ (۸۲/ الانفطار:۶)

"اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا۔"

یعنی کس چیز نے تجھے دھوکے میں ڈالا ہے کہ تو نے اس رب کے ساتھ کفر کیا۔ جس نے تجھ پر احسان کیا اور تجھے وجود عطا کیا۔ تجھے عقل و فہم عطا کیا اور زندگی کے اسباب تیرے واسطے مہیا کئے۔

44 اَلرَّقِیْبُ جل شانہٗ

اس اسم کے معنی ''نگرانی کرنے والا کے ہیں۔'' ''اَلرَّقِیْبُ'' کا لفظ صفات علم اور حفظ دونوں کا مجموعہ ہے۔ یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① ﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (۵/ المائدۃ:۱۱۷)

''میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ کو کہنے کے لئے فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو۔ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔''

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلی آیت ۱۱۶ میں ہے ''جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں۔ مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا۔ تُو تو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے۔ اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔''

② ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (۴/ النسآء:۱)

''اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والا اوصاف حمیدہ کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ نفس اور شیطان کی چالوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ اپنی سوچ اور معاملات کو اللہ کی حفاظت میں دے دے۔

45

اَلْمُجِیْبُ جَلَّ شَانُہٗ

یہ اسم جواب اور اجابت سے بنا ہے۔ معنی اس کے دعائیں قبول فرمانے والا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم بتایا ہے:

① ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴾ (۴۰/ المؤمن:۶۰)

''اور تمہارے رب کا فرمان (صادر ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ یقین مانو، کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہوکر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

دیکھا! اللہ کی عبادت (الدعاء ھو العبادۃ۔ دعا ہی عبادت ہے) (مسند احمد ۴/۲۷۱) سے انکار (یعنی اس کی بجائے کسی اور سے مانگنا) پر اللہ کی ناراضگی اس قدر ہے کہ وہ انسان جہنم میں جائے گا۔ معاذ اللہ!

② ﴿ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴾ (۲۷/ النمل:۶۲)

''بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔''

③ ﴿ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴾ (۲/ البقرۃ:۱۸۶)

''ہر پکارنے والی کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے۔ قبول کرتا ہوں۔ اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں۔ یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

دعا کی قبولیت کے لئے آداب وشرائط ہیں۔قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق یہاں پر دو کا ذکر کیا گیا ہے۔

i) ایک اللہ پر صحیح معنوں میں ایمان۔ ii) اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری۔

46 اَلْوَاسِعُ جَلَّ شَانُہٗ

"اَلْــوَاسِــعُ" کے معنیٰ "وسعت والا، جس کا علم ہر شے کو عام ہو۔ وہ سخی جس کی رحمت مومن و کافر، فاسق و فاجر کو عام ہو، یہ اسم "وسعت" سے مشتق ہے قرآن کہتا ہے:

① ﴿ وَاللّٰهُ يُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (۲/ البقرة:۲٤۷)

"اور اللہ جسے چاہے اپنا ملک دے۔ اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔"

② ﴿ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴾

(٤/ النسآء:١٣٠)

"اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ وسعت والا حکمت والا ہے۔"

47 اَلْحَکِیْمُ جَلَّ شَانُہٗ

یہ اسم ''حکمت'' سے مشتق ہے ''اَلْحَکِیْمُ'' کے معنی ہیں ''The wise He who has wisdom in all orders and actions قرآن میں مذکور ہے:

① ﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ﴾ (۱۱/ ھود:۱)

''الرٰ۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں۔ پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں۔ ایک حکیم باخبر کی طرف سے'' محکم یعنی الفاظ ونظم کے اعتبار سے اتنی محکم اور پختہ ہیں۔ کہ ان کی ترکیب اور معنی میں کوئی خلل نہیں۔ پھر اس میں احکام وشرائع، مواعظ وقصص، عقائد وایمانیات اور آداب واخلاق جس طرح وضاحت اور تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ پچھلی کتابیں اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اللہ اپنے اقوال میں حکیم ہے۔ اس لئے اس کی طرف سے نازل کردہ باتیں حکمت (Wisdom) سے خالی نہیں اور وہ خبیر بھی ہے یعنی تمام معاملات اور ان کے انجام سے باخبر ہے۔ اس لئے اس کی باتوں پر عمل کرنے سے ہی انسان برے انجام سے بچ سکتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں:

② ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (۲/ البقرۃ:۱۲۹)

''اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے۔ انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ یقیناً تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔''

یہاں پر حکمت سے مراد حدیث رسول ﷺ ہے۔ کیونکہ سیرت طیبہ کے بغیر قرآن کے معنی ومطالب نہیں سمجھے جا سکتے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت اسی کے مصداق ہے۔

48

اَلْوَدُوْدُ جل شانہٗ

The Most Loving

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں "اَلْوَدُوْدُ" کے معنی یہ کیے ہیں:

i) وہ ذات جس سے محبت کی جائے۔ ii) وہ جو ہم سے محبت کرتا ہے۔

قرآن میں ہے:

① ﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ﴾

(۱۱/ هود:۹۰)

"(حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم سے مخاطب ہیں) تم اپنے رب سے استغفار کرو اور اس کی طرف توجہ کرو۔ یقین مانو، کہ میرا رب بڑی مہربانی والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔"

② ﴿وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ﴾ (۸۵/ البروج:۱٤)

"وہ بڑا بخشنے والا (بار بار) اور بہت محبت کرنے والا ہے۔"

③ ﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ﴾ (۳۰/ الروم:۲۱)

"(اس نے) تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں، تا کہ تم ان سے آرام پاؤ۔ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی۔"

④ ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (٦٠/ الممتحنة:۷)

"کیا عجب کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے۔ اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ غفور و رحیم ہے۔"

مَوَدَّةً کے معنی یعنی ان کو مسلمان کر کے تمہارے بھائی اور ساتھی بنا دے۔ فتح مکہ پر ایسا ہی عظیم الشان مظاہرہ ہوا۔

اس اسم سے تخلق کرنے والے پر لازم ہے کہ اللہ کے صالح بندوں سے مودت (محبت رحمانی کریں۔

49 اَلْمَجِیْدُ جَلَّ شَانُهٗ

"The Most Venerable"

"اَلْمَجِیْدُ" مجد سے مشتق ہے۔ مجد کے معنی بلند پایہ، عالی مرتبت اور شرف افعال کا مجموعہ ہے۔ جبکہ مجید کے معنی ہیں، "انتہائی عزت وشرف کا مالک" یعنی اس سے آگے عزت وشرف کا مزید کوئی مقام نہیں۔ یہ اسم اسماء "جلیل" وہاب" اور کریم" کے معنی ومطالب اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ انگلش میں "He who is the most glorious" ہے۔

قرآن کہتا ہے:

① ﴿رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾

(۱۱/ ھود:۷۳)

"تم پر اے اس گھرانے کے لوگو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ بے شک اللہ حمد وثنا کا سزاوار اور بڑی شان والا ہے۔"

② ﴿ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ﴾ (۸۵/ البروج:۱۵)

"عرش کا مالک عظمت والا ہے۔"

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں دوسروں پر کرم اور مہربانی کا مظاہرہ کریں۔ اخلاق حسنہ کو اپنائیں۔

50 اَلْبَاعِثُ جَلَّ شَانُہٗ

"اَلْبَاعِثُ" بعث سے مشتق ہے۔اس کے معنی "بھیجنے اور اٹھانے" کے ہیں۔انبیائے کرام کی بعثت لوگوں کو اللہ کے احکام سے روشناس کرانے کے لئے ہوتی ہے اور قیامت کے روز قبروں سے اٹھنے کو بھی بعث کہا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ الباعث ہے۔قرآن کہتا ہے:

﴿ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ ﴾

(۲۲/ الحج:۷)

"اور یہ قیامت یقیناً آنے والی ہے۔جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔"

یہ اسم (الباعث) قرآن مجید میں نہیں ہے۔اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو اللہ کے دین کی تبلیغ کو شیوہ بنانا چاہیے۔

51 اَلشَّهِيْدُ جَلَّ شَانُهٗ

"شہید، شہود سے مشتق ہے۔اس کے معنی حاضر ہونا اور گواہی دینا۔قرآن کہتا ہے:

① ﴿وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (۳/ آل عمران: ۹۸)

"جو کچھ تم کرتے ہو۔اللہ اس پر گواہ ہے۔"

ایک اور مقام پر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شہید ہے:

② ﴿اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾

(٤١/ حٰم السجدة:٥٣)

"کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے آگاہ ہونا کافی نہیں۔"

اس اسم سے تخلق کرنے والوں پر لازم ہے کہ اللہ کو حاضر ناظر سمجھ کر اپنے دل کی نگرانی کریں۔توحید پر جم جائیں اور اسے پھیلائیں۔جھوٹی گواہی سے بچیں۔

52

اَلْحَقُّ جل شانہٗ

یہ لفظ قرآن مجید میں ۲۲۷ بار آیا ہے۔اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآن مجید کا سب سے اہم اور بڑا مقصد حق کو پھیلانا ہے۔چند مقامات پر قرآن کہتا ہے:

① ﴿ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ ﴾ (۱۰/ یونس:۳۲)

''سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا حقیقی رب ہے۔''

② ﴿ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ ﴾ (۲۰/ طٰه:۱۱٤)

''پس اللہ تعالیٰ عالی شان اور سچا حقیقی بادشاہ ہے۔''

③ ﴿ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ ﴾ (۲٤/ النور:۲۵)

''اللہ تعالیٰ ہی حق ہے (اور وہی) ظاہر کرنے والا ہے۔''

④ ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ ﴾ (۳۱/ لقمان:۳۰)

''یہ سب (انتظامات) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے۔''

⑤ ﴿ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ ﴾

(۲۳/ المومنون:۱۱٦)

''اللہ تعالیٰ سچا بادشاہ ہے۔وہ بڑی بلندی والا ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہی بزرگ عرش کا مالک ہے۔''

اس اسم سے تخلق یہ ہے کہ ہم سچائی کا ساتھ دیں۔

53 اَلْوَكِيْلُ جل شانہٗ

یہ اسم "و کـ ل" سے بنا ہے۔ وہ انسان جو اپنا کام خود سرانجام دینے سے قاصر ہو۔ اسی لئے "تَـوَكَّـلْـنَـا" کے معنی We have put our trust کے ہیں "وکل" کے معنی is given charge کے بھی ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾ (۳/ آل عمران:۱۷۳)

"ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔"

صحیح بخاری میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔ (فتح القدیر)

② ﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴾ (٦/ الانعام:١٠٢)

"یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا۔ تو تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔"

③ ﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴾ (٣٩/ الزمر:٦٢)

"اللہ ہر چیز کا خالق ہے وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

انسان کو حتی الامکان کوشش کے ساتھ ساتھ معاملات اللہ کے سپرد کرنے چاہئیں۔ انسانوں کے کام آنا چاہئے کیونکہ تمام انسان ایک دوسرے کے لئے دنیاوی امور میں وکیل ہیں۔

54 اَلْقَوِیُّ جل شانہٗ

''اَلْقَوِیُّ'' قوت سے ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

① ﴿ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾ (۲۲/ الحج:۷٤)

''انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اس کی قدر جانی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہی زور وقوت والا اور غالب وزبردست ہے۔''

اللہ کی قدر کو نہ پہچاننا ہی شرک کے دروازے کھولتا ہے۔

② ﴿ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴾

(٤٢/ الشوریٰ:۱۹)

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی لطف کرنے والا ہے۔ جسے چاہتا ہے کشادہ روزی دیتا ہے اور وہ بڑی طاقت، بڑے غلبہ والا ہے۔''

③ ﴿ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾

(٥٨/ المجادلة:۲۱)

''اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ بیشک میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زور آور اور غالب ہے۔''

اس اسم سے تخلق کرنے کے لئے انسان کو ہر قسم کی قوت کی درخواست صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اَلْقَوِیُّ، اَلْعَزِیْزُ سے کرنی چاہئے۔

55 اَلْمَتِیْنُ جَلَّ شَانُہٗ

"اَلْــمَتِیْــنُ" کے معنی Firm, Strong, Solid ہیں۔ متین وہ ہے۔ جسے قوت میں اتنا کمال حاصل ہو کہ اس کے حکم کو کوئی روکنے والا نہ ہو اور کبھی اس کی قوت میں کمی نہ آئے۔ قرآن میں ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴾ (۵۱/ الذاریات:۵۸)

"اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں، توانائی والا اور زور آور ہے۔"

اللہ تعالیٰ متین ہے ① اس کے لئے وہ مستقل بالذات اور قائم بذات خود ہے۔

② ہر ایک استحکام و پائیداری اور شدت وقوت کا انضباط اسی کے حکم سے ہے۔

القوی اور المتین میں لطیف سا فرق ہے۔ بسا اوقات یہ دونوں اسماء ایک دوسرے کو واضح کرتے اور سپورٹ کرتے اکٹھے بھی آتے ہیں۔ جیسے مذکورہ بالا آیت میں ہے۔

اس اسم سے تخلق کرنے کے لئے عقائد میں پائیداری اور اعمال میں مواظبت لازمی ہے۔

56

اَلْوَلِیُّ جَلَّ شَانُهٗ

The Protecting Friend

"اَلْوَلِیُّ" ولا سے ہے، ولا کے معنی محبت، قریب وقرابت، صداقت اور ملک (ملکیت) کے ہیں۔ قرآن میں ہے:

① ﴿اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾

(۲/ البقرة:۲۵۷)

"ایمان لانے والوں کا کارساز خود اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔"

② ﴿فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ﴾ (۱۲/ یوسف:۱۰۱)

"اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا و آخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے۔ تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور صالحین میں ملا دے۔"

یہ دعائے استقامت اللہ سے مانگنی چاہیے۔

اس اسم سے تخلق کے لئے لازم ہے کہ خود کو اللہ کی ملکیت میں دے اور اللہ ہی کو اپنا کارساز سمجھے۔

57

اَلْحَمِیْدُ جل شانہٗ

The Praiseworthy

یہ اسم "حمد" سے ہے۔ حمد کا لفظ صفات جمالیہ کا جامع ہے۔ یہ لفظ اپنے اندر قدرت وحکومت، الٰہیت کو بدرجہ اولیٰ سموئے ہوئے ہے۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴾

(۱۱/ ھود:۷۳)

"تم پر اے اس گھرانے کے لوگو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ بے شک اللہ حمد وثنا کا سزاوار اور بڑی شان والا ہے۔"

② ﴿ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴾

(۲۲/ الحج:٦٤)

"آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اسی کا ہے۔ اور یقیناً وہ اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔"

تمام مخلوق پیدائش، ملکیت اور تصرف کے لئے اللہ کی محتاج ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ تو سارے کمالات اور اختیارات کا سرچشمہ ہے۔

③ ﴿ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴾

(۳۱/ لقمان:۱۲)

"اور ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔"

④ ﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴾ (٤٢/ الشوریٰ:۲۸)

"اور (اللہ) وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہوجانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔ وہی کارساز اور قابل حمد وثنا ہے۔"

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو اوصاف حمیدہ کا مالک ہونا چاہئے۔

58

اَلْمُحْصِیْ جَلَّ شَانُہٗ

The one who record

اس اسم کا مادہ "حصو" ہے۔ قرآن مجید میں یہ نام بطور اسم مستعمل نہیں ہے۔ یہ اسم فعل سے مشتق ہے۔

اس کے معنیٰ "ہر شے کو اپنے احاطہ علم میں لینے والا" اور وہ ذاتِ خداوندی ہے۔

قرآن میں ہے:

① ﴿ وَاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴾ (۷۲/ الجن:۲۸)

"اور اس نے ہر چیز کی گنتی کا شمار کر رکھا ہے۔"

② ﴿ یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴾ (۵۸/ المجادلہ:۶)

"جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا۔ پھر انہیں ان کے کئے ہوئے عمل سے آگاہ کرے گا۔ جسے اللہ نے شمار کیا ہوا ہے اور یہ بھول گئے تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔"

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو اپنا احتساب کرنا چاہئے۔

59، 60، اَلْمُبْدِئُ جَلَّ شَانُہٗ، اَلْمُعِیْدُ جَلَّ شَانُہٗ

The Orignator

اس اسم کا مادہ ب ـ د ء ہے۔ اللہ نے تمام اشیاء کو بغیر نمونہ کے پیدا کیا ہے۔ یہ اسم قرآن مجید میں نہیں ہے۔ انسان کو پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا جبکہ اس کا نام ونشان تک نہ تھا۔

اَلْمُعِیْدُ وہ ہے۔ جو تمام اشیاء کو فنا کے بعد قیامت کے میدان میں اکٹھا کرے گا۔ یہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ نام بھی بطور اسم قرآن میں نہیں آیا۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿قُلِ اللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ﴾ (١٠/ یونس:٣٤)

"آپ یوں کہیے کہ اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔"

② ﴿اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (٣٠/ الروم:١١)

"اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

61 الْمُحْيِي جل شانہٗ، 62 الْمُمِيتُ جل شانہٗ

The Giver of Life — The Giver of Death

"اَلْمُمِيْتُ" موت سے ہے۔

"اَلْمُحْيِي" احیاء سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی محی ہے اور وہی ممیت ہے۔ کیونکہ زندگی موت اس کے ہاتھ میں ہے۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ إِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ رَبِّيَ ٱلَّذِى يُحْىِۦ وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا۠ أُحْىِۦ وَأُمِيتُ ﴾

(۲/ البقرۃ:۲۵۸)

(حضرت ابراہیم علیہ السلام حاکم وقت کافر بادشاہ نمرود کو دعوت توحید دے رہے ہیں)

"جب ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔"

② ﴿ فَٱنظُرْ إِلَىٰٓ ءَاثَٰرِ رَحْمَتِ ٱللَّهِ كَيْفَ يُحْىِ ٱلْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَآ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴾ (۳۰/ الروم:۵۰)

"پس آپ اللہ کی رحمت کے آثار دیکھیں کہ زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ اسے زندہ کرتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

زمین کی موت زمین کا بنجر بن جانا ہے جبکہ اس کا پھر سے زندہ ہونا بارش کے پانی کی بدولت ہے۔ جس سے غلہ، پھل، گھاس، باغات اگ آتے ہیں اور پہلے سے خشک شدہ بھی بارش کی وجہ سے لہلہانے لگتے ہیں۔

③ ﴿ وَٱللَّهُ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾ (۳/ آل عمران:۱۵۶)

"اللہ تعالیٰ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے عمل کو دیکھ رہا ہے۔"

ان اسماء سے تخلق پیدا کرنے کے لئے موت و حیات کو سمجھنا لازمی ہے، تاکہ انسان اطاعت گزار بنے اور سفر آخرت کے لئے ہمہ وقت تیار رہے۔

63، 64 اَلْحَيُّ جلّ شانہٗ، اَلْقَيُّوْمُ جلّ شانہٗ

"اَلْحَیُّ" حیات سے ہے۔ اللہ کا نام "الحی" اس لئے ہے کہ وہ لوازم حیات، علم و قدرت، سمع و بصر اور ارادت و کلام والا ہے۔ وہ حیات ذاتیہ کا مالک ہے۔ اس کائنات میں یہ مظاہر اسی نے پیدا کئے ہیں۔ اللہ زندہ ہے۔ "اَلْقَیُّوْمُ" قیام سے ہے۔ یہ اللہ کا نام ہے اس لئے کہ اللہ بذات خود قائم ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ معنی کئے ہیں: "ہر شئے پر قائم ہے۔" اللہ قائم و دائم ہے۔ موجود ہے۔ لازوال ہے۔ غیر متغیر ہے۔ اللہ سب کا نگہبان ہے۔

① ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾ (٢/ البقرة:٢٥٥)

"اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو زندہ ہے اور سب کا تھامنے والا ہے۔"

② ﴿ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴾

(٢٠/ طٰہٰ:١١١)

"تمام چہرے اس زندہ اور خبر گیر اللہ کے سامنے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے ہوں گے۔ یقیناً وہ برباد ہوا جس نے ظلم لا دلیا۔"

حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو یہ پڑھتے:

((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ))

(جامع ترمذی مترجم جلد دوم ابواب الدعوات : ٦٩٠)

"اے حی اے قیوم! میں آپ سے آپ کی رحمت کا سوال کرتا ہوں۔"

65

اَلْوَاجِدُ جل شانہٗ

[The Finder]

He who finds whatever he wants in the time He desired.

i) اللہ تعالیٰ اس لئے واجد ہے کہ وجود حقیقی اور ہستی مطلق اس کو حاصل ہے۔

ii) اللہ تعالیٰ اس لئے واجد ہے کہ جملہ مطلوبات و کمالات ذاتیہ اسے ہمیشہ سے حاصل ہیں۔ یہ اسم بطور فاعل نہیں بلکہ قرآن میں مفعول کے طور پر آ رہا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔـا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴾ (۲۴/ النور:۳۹)

''اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں ہو۔ جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے۔ لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا۔ ہاں، اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے۔ اللہ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے۔''

اعمال وہی کام آئیں گے جو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہوں گے۔

② ﴿ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾ (۴/ النسآء:۶۴)

''یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔''

③ ﴿ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴾ (۴/ النسآء:۱۲۳)

''اور کسی کو نہ پائے گا جو اس کی حمایت و مدد اللہ کے پاس کر سکے۔''

66 اَلْمَاجِدُ جل شانہٗ

The Noble

''اَلْمَاجِدُ'' مجد سے ہے اور مجید بھی مجد سے بنا ہے۔قرآن کہتا ہے:

① ﴿ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴾ (۸۵/ البروج:۱۵)

''عرش کا مالک عظمت والا ہے۔''

② ﴿ إِنَّهُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴾ (۱۱/ ھود:۷۳)

''بے شک اللہ حمد و ثنا کا سزاوار اور بڑی شان والا ہے۔''

جامع ترمذی مترجم جلد دوم۔کتاب الدعوات صفحہ ۶۴۷ پر اللہ جل جلالہ کی شان پڑھیے:

((سُبْحٰنَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَقَالَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِی التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ))

''پاک ہے وہ ذات جو مہربانی فرماتا ہے۔اپنے عزو جلال کے ساتھ۔پاک ہے وہ ذات جس نے بزرگی کا لباس پہنا اور اسی کے ساتھ کریم ہوا۔پاک ہے وہ ذات کہ اس کے علاوہ کسی اور کے لئے تسبیح جائز نہیں۔پاک ہے وہ ذات جو فضل اور نعمتوں والی ہے۔پاک ہے وہ ذات جو بزرگی اور کرم والی ہے۔پاک ہے وہ ذات جو صاحب جلال اور صاحب کرم ہے۔''

67

اَلْوَاحِدُ جلّ شانہٗ

The One

"اَلْـوَاحِـدُ" وہ جو اپنی ذات وصفات اور افعال میں یکتا ہو۔اس کا کوئی ہمسر نہ ہو، شریک نہ ہو۔ "واحد" کی کسی صفت میں کسی کو اس جیسا سمجھنا شرک ہے۔یہی شرک (یعنی اسی قسم کا) ظہور اسلام پر مشرکین مکہ کرتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کسی دہریے نے پوچھا کہ اللہ سے پہلے کیا تھا۔فرمایا: کیا تجھے گنتی آتی ہے؟ وہ بولا ہاں۔فرمایا: گنو! وہ گننے لگا۔ایک، دو، تین، چار، فرمایا: ایک سے پہلے کیا تھا؟ وہ بولا، ایک سے پہلے کچھ بھی نہیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ بھی واحد ہے۔واحد سے پہلے کچھ نہیں ہوتا۔وہی (اللہ) سب سے پہلے ہوتا ہے۔

قرآن کہتا ہے:

① ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ (۲۱/ الانبیاء:۲۲)

"اگر آسمان وزمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے۔پس اللہ تعالیٰ عرش کا رب اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

② ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِىٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ (۲۱/ الانبیا:۲۵)

"تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا۔اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔"

یعنی تمام نبیوں نے توحید کا درس دیا۔

③ ﴿قُلِ اللّٰهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَهُوَ الْوَٰحِدُ الْقَهَّٰرُ﴾ (۱۳/ الرعد:۱۶)

''کہہ دیجیے کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے۔ وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے۔''

④ ﴿هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (۳۹/ الزمر:۴)

''وہ وہی اللہ تعالیٰ ہے یگانہ اور قوت والا۔''

⑤ ﴿وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ (۱۴/ ابراهيم:۴۸)

''اور سب کے سب اللہ واحد غلبے والے کے رُوبرُو ہوں گے۔''

⑥ ﴿وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (۳۸/ صٓ:۶۵)

''اور بجز اللہ واحد غالب کے اور کوئی لائق عبادت نہیں۔''

68

اَلصَّمَدُ جَلَّ شَانُہٗ

یہ اسم صرف سورۂ اخلاص میں آیا ہے۔ قرآن میں اور کہیں نہیں ہے۔ اس کے معنی مندرجہ ذیل ہیں:

① وہ جس سے کوئی چیز خارج نہ ہو۔

② صمد وہ ہے جس کی ضرورت سب کو ہو۔

③ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "صمد وہ الحی القیوم ہے جسے زوال نہیں۔"

④ صمد وہ ہے جو سید ہے اور سیادت میں کامل ہو۔ مالک شرف ہو اور شرف میں کامل ہو۔ عظیم ہو اور عظمت میں کامل ہو۔ حلیم ہو جو حلم میں کامل ہو، علیم ہو جو علم میں کامل ہو۔ حکیم ہو جو حکمت میں کامل ہو۔ (اعمش عن شقیق)

⑤ صمد وہ ہے جو کھانا نہ کھائے۔ (حکیم بن امان بن عکرمہ)

⑥ صمد میں جامعیت بہت ہے۔

⑦ صمد وہ ہے جو سید سب پر حکمران ہو۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

یہ اسم معنی کے لحاظ سے عجیب ہے اور استعمال کے حساب سے غریب ہے۔ قرآن کہتا ہے: ﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ ﴾ (الاخلاص:۲) "اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔"

69 اَلْقَادِرُ جل شانہٗ

"قدر" کے معنی اندازہ، قدرت وقوت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ کوئی بشر نہ اس کی قدرت کا اندازہ لگا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے بلند مرتبہ کے مطابق اس کی عزت و تعظیم بجا لا سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً﴾ (٦/ الانعام:٣٧)

"آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو بے شک پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ معجزہ نازل فرما دے۔"

② ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ﴾ (٦/ الانعام:٦٥)

"آپ کہہ دیجئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے۔"

③ ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ﴾ (١٧/ بنی اسرائیل:٩٩)

"کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ جس اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ وہ ان جیسوں کی پیدائش پر پورا قادر ہے۔"

④ ﴿اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ﴾ (٨٦/ الطارق:٨)

"بے شک وہ (اللہ) اسے پھیر لانے پر یقیناً قدرت رکھنے والا ہے۔"

❁❁❁

70

اَلْمُقْتَدِرُ جل شانہ

The Powerful

اس اسم میں "القــادر" کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو قدرت کاملہ حاصل ہے۔ قرآن اہل جنت کے بارے میں کہتا ہے:

① ﴿ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴾ (٥٤/ القمر:٥٥)

"قدرت والے بادشاہ کے پاس۔"

② ﴿ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴾ (٥٤/ القمر:٤٢)

"انہوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں پس ہم نے انہیں بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑ لیا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نو (۹) نشانیوں سے فرعون کو ڈرایا۔ جب وہ اپنی ڈگر پر قائم رہے تو انہیں پانی میں ڈبو دیا۔

③ ﴿ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴾ (١٨/ الكهف:٤٥)

"اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو رب تعالیٰ کی پوری طرح اطاعت لازم ہے۔

71، 72 اَلْمُقَدِّمُ جَلَّ شَانُہٗ، اَلْمُؤَخِّرُ جَلَّ شَانُہٗ

The Expeditor The Delayer

مقدم وہ ذات ہے جو بعض اشیاء کو بعض پر وجود میں مقدم فرماتی ہو۔ جیسے باپ کو بیٹے پر۔ یا عزت وقربت کی بنا پر ایک دوسرے پر فضیلت دی جائے۔

مؤخر وہ ذات ہے جو اپنے دشمنوں کو اپنے قرب سے دُور کر دیتی ہے۔ گناہگاروں کی سزا میں تاخیر فرماتی ہے۔ یہ دونوں صفات عالیہ اللہ ہی کی ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴾

(١٦/ النحل:٦١)

"جب ان کا وہ وقت آ جاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔"

② ﴿ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَآءَ أَجَلُهَا ﴾ (٦٣/ المنفقون:١١)

"اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہ دیتا۔"

③ ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ﴾

(٥٩/ الحشر:١٨)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔"

④ ﴿ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾

(٧١/ نوح:٤)

"تو وہ (اللہ) تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک چھوڑ دے گا۔"

یہ دونوں اسماء قرآن مجید میں نہیں ہیں یہاں پر یہ بطور اسم استعمال نہیں ہوئے۔

73 ، 74 اَلْاَوَّلُ جَلَّ شَانُهٗ، اَلْاٰخِرُ جَلَّ شَانُهٗ

اللہ تعالیٰ اوّل ہے اور ہر شے کی اصل کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ اوّل ہے۔ اس کی اولیت ہر ایک کی ابتدا سے برتر اور بعید تر ہے۔ اللہ تعالیٰ اوّل ہے اور ماسوا کا ترتب اسی کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ آخر ہے۔ اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ﴾ (۵۷/ الحدید:۳)

''وہی پہلے وہی آخر وہی ظاہر ہے اور وہی پوشیدہ ہے۔''

② ﴿ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴾ (۵۳/ النجم:۲۵)

''اللہ ہی کے ہاتھ میں یہ جہان اور وہ جہان۔''

③ ﴿ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴾

(۵۵/ الرحمن:۲۶-۲۷)

''زمین میں جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔''

75، 76 اَلظَّاهِرُ جَلَّ شَانُهٗ، اَلْبَاطِنُ جَلَّ شَانُهٗ

ان دونوں اسماء کی اصل ظھر وبطن ہے۔ ظہر کے معنی پشت اور بطن پیٹ کو کہتے ہیں۔ پھر ظہر اس چیز کو کہنے لگے جو ادراک حِس میں آ جائے اور بطن اس چیز کو جو حِس سے پوشیدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ انسان اپنی معرفت بدیہہ سے اسے پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ باطن ہے۔ حقیقتِ عرفان کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیات سے ظاہر ہے اور اپنی ذات سے باطن ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر ہے اور سب پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ باطن ہے۔ کوئی اس کو دیکھ نہیں سکتا۔ قرآن میں ہے:

① ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ (٦/ الانعام:١٠٣)

''اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہوتا ہے۔''

② ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

(٥٧/ الحدید:٣)

''وہی پہلے ہے وہی پیچھے۔ وہی ظاہر ہے اور وہی پوشیدہ اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔''

77، 78 اَلْوَالِیْ جَلَّ شَانُہٗ، اَلْمُتَعَالِیْ جَلَّ شَانُہٗ

''اَلْــوَالِــیْ'' اس ولی کے معنی میں ہے جو تمام مخلوقات کے امور کا ذمہ دار ہو۔اس اسم کے معنی یہاں پر حاکم مطلق ہے۔قرآن کہتا ہے:

① ﴿ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ ﴾

(۱۳/ الرعد:۱۱)

''اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو سزا کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ بدلا نہیں کرتا اور سوائے اس کے کوئی بھی ان کا کارساز نہیں۔''

''اَلْمُتَعَالِیْ'' عَلٰی یَعْلُو سے ہے۔اللہ تعالیٰ ''متعالی'' اس لئے ہے کہ وہ ہر ایک عالی سے برتر ہے۔تمام نقائص وعیوب سے پاک ومنزہ ہے اور فہم وادراک سے بالاتر ہے۔ قرآن کہتا ہے:

② ﴿ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ ﴾ (۲۰/ طٰہٰ:۱۱۴)

''پس اللہ تعالیٰ عالی شان والا سچا اور حقیقی بادشاہ ہے۔''

③ ﴿ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾

(۱۶/ النحل:۳)

''اسی نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔وہ اس سے بری ہے جو مشرک کرتے ہیں۔''

④ ﴿ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ ﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل:۴۳)

''جو کچھ یہ کہتے ہیں۔اس سے وہ پاک اور بالاتر، بہت دور اور بہت بلند ہے۔''

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو بارگاہ قدس میں عاجز اور درماندہ رہنا چاہئے۔

79

اَلْبَرُّ جَلَّ شَانُہٗ

The Source of All Goodness

اللہ تعالیٰ اَلْبَرُّ ہے۔قرآن کہتا ہے:

﴿ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴾ (۵۲/ الطور:۲۸)

''ہم اس سے پہلے ہی اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ بے شک وہ محسن اور مہربان ہے۔''

80

اَلتَّوَّابُ جل شانہ

The Acceptor of Repentance

"اَلتَّوَّابُ" معنی توبہ قبول کرنے والا۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ ہی بندوں کو توبہ کی توفیق دیتا ہے۔ اگر توبہ کے بعد غفلت کی وجہ سے پھر غلطی ہو جائے تو دوبارہ توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور بندوں کی بار بار توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ لیکن توبہ کرتے وقت توبہ پر پابند رہنے کا عزم سلیم ہو۔ توبہ کی نسبت جب اللہ (توّاب) کی طرف ہوگی تو معنی یہ ہوں گے کہ توّاب یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف از سر نو رحمت کے ساتھ رجوع فرما لیا اور توبہ کے جواب میں حسب سابق مہربانی کرنا شروع کر دی ہے۔

① ﴿ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴾

(۲۴/ النور:۱۰)

"اگر اللہ کا تم پر فضل و کرم نہ ہوتا (تو تم پر مشقت اترتی) اور اللہ توبہ قبول کرنے والا باحکمت ہے۔"

② ﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ ﴾ (۴۲/ الشوریٰ:۲۵)

"وہی (اللہ) ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"

③ ﴿ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ﴾ (۴/ النساء:۲۷)

"اور اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے۔"

④ ﴿ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ ﴾ (۴۰/ المؤمن:۳)

"گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا۔"

81 اَلْمُنْتَقِمُ جَلَّ شَانُهٗ

The Avenger- He who punishes wrongdoers

معنی وہ ذات جو اپنے دشمنوں اور نافرمانوں کو ان کے جرائم پر سزا دیتی ہو۔ اپنے رعب و دبدبہ اور سطوت کے ساتھ مواخذہ فرما سکتی ہو۔ "اَلْمُنْتَقِمُ" نَقَمُ سے ہے۔ اس کے معنی کسی برے فعل کو دیکھ کر اس پر انکار کرنا۔ یہ انکار خواہ زبان سے ہی ہو۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ﴾ (۳۰/ الروم:٤٧)

"پھر ہم نے گناہگاروں سے انتقام لیا۔"

② ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴾ (١٤/ ابراهيم:٤٧)

"اللہ بڑا ہی غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔"

یہ اسم قرآن مجید میں نہیں آیا۔ لیکن اسم عزیز کے ساتھ چار جگہوں سورۂ آل عمران، المائدہ، ابراہیم اور زمر میں ذُو انْتِقَامٍ آیا ہے۔ اس سے پہلے "عزیز" ہے۔ اس لئے کہ سزا دینے کے لئے قوت و غلبہ چاہئے۔

82

اَلْعَفُوُّ جَلَّ شَانُہٗ

The Pardoner

"اَلْعَفُوُّ" کے معنی ترک کرنا اور چھوڑنا ہے۔ قصور کرنے والے کو سزا نہ دینا بلکہ چھوڑ دینا۔ یہ اسم غفور کے ہم معنی ہے۔ لیکن اس میں غفور سے زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ "غفر" کے معنی پردہ ڈالنا اور چھپانا ہے جبکہ "عفو" کے معنی گناہوں کو مٹانا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ ﴾

(٤٢/ الشورىٰ:٣٠)

"تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں۔ وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرمالیتا ہے۔"

صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارة المرض میں حدیث ہے: "مومن کو جب بھی تکلیف اور غم پہنچتا ہے۔ حتّٰی کہ اس کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔"

② ﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ ﴾ (٤/ النسآء:١٤٩)

"پس یقیناً اللہ تعالیٰ پوری معافی دینے والا اور پوری قدرت والا ہے۔"

③ ﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ ﴾

(٤٢/ الشورىٰ:٢٥)

"وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔"

لیلۃ القدر کی دعا: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ)) "اے اللہ تو عفو ہے۔ معاف کرنا تجھے بہت پیارا ہے۔ لہٰذا مجھے معاف فرمادے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ دعا سکھائی تھی۔

83

اَلرَّءُوْفُ جَلَّ شَانُہٗ

''اَلرَّءُوْفُ'' رافت سے مشتق ہے۔اس کے معنی رحمت وشفقت کے ہیں۔اوصاف حمیدہ میں سب سے اہم وصف ''رحمت'' ہی ہے۔قرآن مجید میں یہ اسم گیارہ مرتبہ آیا ہے۔دو جگہوں میں رء وف بالعباد انفرادی حالت میں اور نو جگہوں پر رءوف رحیم مرکب حالت میں آیا ہے۔رؤف رحیم کا اسم مرکب رحمٰن رحیم کے معنی میں ہم پلہ ہے۔اتنا فرق ضرور ہے کہ یہ دو اسماء (رء وف اور رحیم) مومنین کے تعلق کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی استعمال ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ رؤف رحیم عفویّت کے ساتھ ہے اور رسول اللہ ﷺ رؤف رحیم خصوصیت کے ساتھ ہیں۔اللہ تعالیٰ رؤف ہے۔اس کی شفقت اس کا احسان تمام مخلوق پر بغیر کسی سبب اور حق اور درخواست کے عام ہے (کیونکہ وہ رب المسلمین ہی نہیں رب العالمین ہے۔اللہ نے کائنات کو اپنی رحمت کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔جبار وقہار کی صفات سے نہیں تبھی تو غفار بھی ہے اور غفور بھی ہے)اللہ کے لئے اسم رؤف کے استعمال پر درج ذیل آیت پڑھیے:

① ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (۹/ التوبہ:۱۱۷)

''اللہ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی۔ جنہوں نے تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا۔اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے۔''

② ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (۲۲/ الحج:۶۵)

''بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر شفقت ونرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔''

84

مَالِكُ الْمُلْكِ جَلَّ شَانُهٗ

The Eternal Owner of Sovereignty

ہمیشہ سے اعلیٰ اقتدار کا مالک۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو اپنے ملک میں جیسے چاہے تصرف کرے اور کوئی اس کے فیصلے اور حکم کو رد نہیں کر سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۳/ آل عمران:۲۶)

"آپ کہہ دیجئے اے میرے معبود! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ نے اپنی بے پناہ قوت وطاقت کا اظہار کیا ہے۔

صحیح بخاری، کتاب الاعتصام والقدر والدعوات میں حدیث ہے:

"اے اللہ! جو چیز تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے۔ اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔

((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

85 ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ جَلَّ شَانُهٗ

The Lord of Majesty and Bounty

(عزت وجلال اور انعام واکرام والا)

ذُوالجلال والاکرام وہ ذات ہے، کہ جس کے علاوہ نہ کسی میں کمال ہو اور نہ اس کے علاوہ کسی میں عزت وقدر ہو۔ کیونکہ تمام عزت وکمال کی مالک وہی ذات ہے۔ اور مخلوق کو جو عزت واکرام حاصل ہے۔ وہ اسی کی عطا ہے۔ وہ اپنی ذات میں بھی صاحب کمال واقتدار ہے اور مخلوق پر اپنے اکرامات نازل فرماتا ہے۔ قرآن میں ہے:

① ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل:۷۰)

"یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔"

② ﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (۵۵/ الرحمن:۲۷)

"صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے۔ باقی رہ جائے گی۔"

③ ﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (۵۵/ الرحمن:۷۸)

"تیرے رب کا نام بابرکت ہے جو عزت وجلال والا ہے۔"

④ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ)) (سنن نسائی مترجم، کتاب الافتتاح جلداول، صفحہ ۴۲۹)

"اے اللہ! میں آپ سے اس وجہ سے مانگتا ہوں کہ آپ کے لئے ہی تعریف ہے۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ بہت مہربان ہیں۔ ارض وسماء کے پیدا کرنے والے۔ عزت اور بزرگی والے۔ اے زندہ رہنے والے اور خبر گیری کرنے والے۔ میں آپ ہی سے سوال کرتا ہوں۔"

86 اَلْمُقْسِطُ جَلَّ شَانُهٗ

''اَلْمُقْسِطُ'' قسط سے مشتق ہے۔اس کے معنی عدل وانصاف کے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لے گا۔اس لئے اسے مقسط کہتے ہیں۔

i) اللہ تعالیٰ مقسط ہے کہ سب سے بڑے واقعہ توحید کو انتہائی تاکید کے ساتھ روشن کیا۔اس کی تمام تر روحانی طاقتوں اور علمی طاقتوں کے نتائج کو حقیقت کے جاننے والوں پر روشن کیا۔

ii) اللہ تعالیٰ مقسط ہے کہ وہ مقسطین سے محبت رکھتا ہے۔

iii) اللہ تعالیٰ مقسط ہے کہ اس نے دنیا میں اپنے رسولوں کو عدل قائم کرنے کے لئے بھیجا۔ ساتھ ساتھ شریعت اور میزان کو بھی نازل کیا، تاکہ لوگ باہمی انصاف وقسط قائم کرلیں۔

① اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف کی تلقین فرمائی ہے۔

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ ﴾

(٤/ النساء:١٣٥)

''اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ کی خوشنودی کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ۔''

② ﴿ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ﴾ (٧/ الاعراف:٢٩)

''آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے۔''

③ ﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ﴾

(٣/ آل عمران:١٨)

''اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے۔''

87

اَلْجَامِعُ جل شانہٗ

جمع کے معنی بعض شے کو بعض سے قریب تر کر دینا۔ اللہ ہی وہ ذات ہے جو مختلف حقائق کو جمع فرماتا ہے اور قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ قیامت کے روز منتشر اجزاء کو جمع فرمانے والا۔ قرآن مجید میں ہے:

① ﴿ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ﴾ (۳/ آل عمران:۹)

''اے ہمارے رب! تو یقیناً لوگوں کو ایک دن جمع کرنے والا ہے۔ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔''

② ﴿ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴾ (۱۸/ الکہف:۹۹)

''اور صور پھونک دیا جائے گا۔ پس سب کو اکٹھا کر کے ہم جمع کر لیں گے۔''

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو سب سے جمعیت خاطر حاصل کر لینی چاہئے پھر کمالات کی طرف متوجہ ہو کر جامعیت کی شان پیدا کرنی چاہئے۔

88، 89 اَلْغَنِیُّ جَلَّ شَانُہٗ، اَلْمُغْنِیُ جَلَّ شَانُہٗ

The Enricher   The Self Sufficient

غنی وہ ذات جو اپنی ذات وصفات اور اپنے اسماء وافعال میں اپنے علاوہ ہر ایک سے بے نیاز ہو جبکہ تمام موجودات اس کی محتاج ہوں۔ قرآن میں ہے:

① ﴿ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴾ (۲۷/ النمل:۴۰)

''شکر گزار اپنے ہی نفع کے لئے شکر گزاری کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب غنی اور کریم ہے۔''

② ﴿ مَنْ يَبْخَلُ ۖ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ ﴾ (۴۷/ محمد:۳۸)

''اور جو بخل کرتا ہے (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے) وہ تو دراصل اپنی جان سے بخیلی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم فقیر اور محتاج ہو۔''

③ ﴿ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ ﴾ (۶/ الانعام:۱۳۳)

''اور تیرا رب بالکل غنی ہے۔ رحمت والا ہے۔''

''اَلْمُغْنِیُ'' مغنی وہ ذات ہے جو اپنے فضل وکرم سے بندوں میں سے جس کو چاہے دوسرے سے بے نیاز کر دے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ﴾ (۵۳/ النجم:۴۸)

''اور یہ کہ وہی مالدار بناتا ہے اور سرمایہ دیتا ہے۔''

90 اَلْمَانِعُ جَلَّ شَانُہٗ

منع، عطا کی ضد ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے یہ دعا (سلام پھیرنے کے بعد) مذکور ہے:

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

(بخاری، صفة الصلوٰة (الاذان) باب الذکر بعد الصلاة حدیث: ٨٤٤)

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کو کوئی عطا کرنے والا نہیں اور دولت مند کو دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔''

91، 92 اَلضَّآرُّ جَلَّ شَانُہٗ، اَلنَّافِعُ جَلَّ شَانُہٗ

"اَلضَّآرُّ" نقصان پہنچانے والا۔ "اَلنَّافِعُ" نفع پہنچانے والا۔

انسان کو نفع و نقصان کا ہونا لازمی ہے۔ جب خرید و فروخت ہوتی ہے تو کوئی نفع ملنے سے خوش ہوتا ہے اور کوئی نقصان ہونے پر پریشان ہوتا ہے۔ یہ دونوں اسماء اللہ کی قدرت تامہ پر دلیل ہیں۔ اس ضمن میں قرآن کہتا ہے: (اور رسول اللہ ﷺ سے کہلوایا جا رہا ہے)

① ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾

(۷/ الاعراف:۱۸۸)

"آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر (نقصان) کا۔ مگر جو اللہ چاہے۔"

② ﴿قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (۷۲/ الجن:۲۱)

"کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے نقصان اور نفع کا اختیار نہیں۔"

③ ﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾

(۱۰/ یونس:۱۰۷)

"اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر (نفع) پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔ وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت والا ہے۔"

93 اَلنُّوْرُ جَلّ شَانُہٗ

The Light: He who provides divine light to the entire Universe to the faces, minds and hearts of His servants.

قرآن کہتا ہے:

① ﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا﴾ (۱۰/ یونس:۵)

”وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا۔“

② ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ﴾

(۶/ الانعام:۱)

”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں۔ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا۔“

③ ﴿اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ﴾

(۲/ البقرۃ:۲۵۷)

”ایمان لانے والوں کا کارساز خود اللہ ہے۔ وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے۔“

یہاں پر ظُلُمٰتِ بمعنی کفر کا اندھیرا اور نور بمعنی نور ایمان کے ہے۔

④ ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ﴾ (۵/ المائدۃ:۱۵)

”بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔“

نور اور کتاب مبین سے مراد قرآن حکیم ہے:

⑤ ﴿یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾

(۶۶/ التحریم:۸)

”یہ دعائیں کرتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما اور

ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' (پل صراط کا ذکر ہو رہا ہے)

⑥ ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴾ (۲۴/ النور: ۴۰)

''جسے اللہ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں۔''

⑦ ﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾

(۲۴/ النور: ۳۵)

''اللہ نور ہے، آسمانوں کا زمین کا۔ اس کی مثال مثل ایک طاق کے ہے۔ جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو۔ وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو۔ جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی۔ خوردہ تیل۔ قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے۔ اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے۔ نور پر نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے جسے چاہے۔ لوگوں کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے اور اللہ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔''

⑧ ﴿ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّـبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ (۳۹/ الزمر: ۶۹)

''اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ نامہ اعمال حاضر کیے جائیں گے۔ نبیوں کو اور گواہوں کو لایا جائے گا اور لوگوں کے درمیان حق حق فیصلے کر دیئے جائیں گے اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔''

94 اَلْهَادِیُ جل شانہٗ

اللہ تعالیٰ ہادی ہے۔قرآن کہتا ہے:

① ﴿ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ﴾ (۲/ البقرة:۱٤۳)

''گو یہ کام مشکل ہے (اطاعت رسول) مگر جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے۔''

② ﴿ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (۲۲/ الحج:٥٤)

''یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو راہ راست کی طرف رہبری کرنے والا ہے۔''

③ ﴿ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴾ (۲٥/ الفرقان:۳۱)

''اور تیرا رب ہی ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا کافی ہے۔''

i) اللہ تعالیٰ ہادی ہے۔رشد وہدایت ورضوان کی مومنین کو ہدایت فرماتا ہے۔

ii) اللہ تعالیٰ ہادی ہے۔وہی بندوں کو معاش کی ہدایت کرتا ہے۔

iii) اللہ تعالیٰ ہادی ہے۔وہ عقل وحکمت سے صاحب دانش کو ہدایت دیتا ہے۔

iv) اللہ تعالیٰ ہادی ہے۔وہی انبیاء ورسل کو مسائل کی حقیقت سے آگاہ کرتا ہے۔

v) اللہ ہادی ہے۔اس کی ہدایت سے فاسق،کاذب،کفار،بددیانت محروم رہتے ہیں۔

اس اسم سے تخلق کرنے والوں پر لازم ہے کہ قلب سلیم سے ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾ پر گامزن ہو جائیں۔

95

اَلْبَدِیْعُ جَلَّ شَانُہٗ

"البَدِیع" بَدَعَ سے مشتق ہے۔ کسی چیز کو بغیر کسی نمونہ کے بنانا۔ یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ بدعت کو بدعت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نئے کام کا شریعت میں کوئی سر پیر نہیں ہوتا۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾ (۲/ البقرۃ:۱۱۷)

"وہ زمین و آسمان کا ابتداءً پیدا کرنے والا ہے۔ وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ دیتا ہے "ہوجا" بس وہ ہوجاتا ہے۔"

96

اَلْبَاقِیْ جَلَّ شَانُہٗ

The Everlasting

اَلْبَاقِیْ کے معنی ''جس کا وجود ہمیشہ رہے کبھی فنا نہ ہو'' وہ ذات صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

قرآن کہتا ہے:

① ﴿وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾ (۲۰/ طٰہٰ:۷۳)

''اللہ ہی بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے۔''

② ﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (۵۵/ الرحمن:۲۷)

''اور صرف رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے۔ باقی رہ جائے گی۔''

97

اَلْوَارِثُ جل شانہٗ

"The Supreme Inheritor"

وارث وہ ذات جو موجودات کے فنا ہونے پر بھی باقی رہنے والی ہے۔وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ لفظ "ورث" سے مشتق ہے۔جس کے معنی کسی ایک کی ملکیت کا موت کے بعد دوسرے کو منتقل ہو جاتا ہے۔دنیاوی ملکیتوں کے عارضی مالک دراصل اللہ کے غلام ہیں جو ایک مقررہ وقت تک ان ملکیتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔قرآن کہتا ہے:

① ﴿ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴾

(۲۸/ القصص:۵۸)

"اور ہم نے بہت سی وہ بستیاں تباہ کر دیں جو اپنی عیش وعشرت میں اترانے لگی تھیں۔یہ ان کی رہائش کی جگہیں ہیں جو ان کے بعد بہت ہی کم آباد کی گئیں اور آخر ہم ہی سب کچھ کے وارث ہیں۔"

② ﴿ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴾ (۱۵/ الحجر:۲۳)

"ہم ہی جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی (بالآخر) وارث ہیں۔"

ان دونوں آیتوں میں اللہ جلّ جلالہٗ نے اپنی ذات کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کر کے اپنی شہنشاہیت کے خصوصی انداز میں بات کی ہے۔

③ ﴿ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ﴾

(۲۱/ الانبیآء:۸۹)

"اور زکریا کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب! تنہا نہ چھوڑ۔تو سب سے بہتر وارث ہے۔"

اس قسم سے تخلق پیدا کرنے والے اپنے مال و دولت سے غرباء و مساکین کا حصہ خصوصاً ادا کرتے رہیں۔ان کے مال کا اصل مالک تو اللہ ہے۔انہیں صرف اپنی زندگی کے دوران عارضی ملکیت عطا کی گئی ہے۔

98

اَلرَّشِیْدُ جَلَّ شَانُہٗ

The Guide to the Right Path

جبکہ الرُّشْدُ کے معنی Discretion ہے۔ قرآن کہتا ہے:

① ﴿فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ﴾ (٤/ النساء:٦)

"پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر (Discretion) پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو۔"

یتیموں کے بارے میں ہدایات ربانی ہیں۔

② ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا﴾

(١٨/ الکہف:١٠)

"اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی (To follow the right way) کو آسان کر دے۔" (اصحاب کہف کی دعا)

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو دینی علم سیکھنا۔ پھر دوسروں کو پڑھانا لازم ہے، تا کہ رشد و ہدایت کا کام ماند نہ پڑے۔

99

اَلصَّبُوْرُ جَلَّ شَانُهٗ

The Patient

اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن مجید میں "صبـــور" کا لفظ کہیں نہیں آیا۔ مخلوق کے لئے بھی "صابر" کا لفظ آیا ہے۔ صَبُور کا نہیں۔ اس کے معنی "بہت صبر کرنے والا" قرآن مجید میں صبر کا ذکر بار بار آیا ہے۔ صبر کے معنی مصیبت کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول رکھنا۔ صبر کا متضاد لفظ "جزع" ہے۔ انگلش میں اسے Impatient کہتے ہیں۔ یعنی صبر کی بجائے ہائے وائے کرنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صبر کی تعلیم یوں دی ہے:

① ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ﴾ (۲/ البقرة:۱۵۳)

"اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد چاہو۔"

② ﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ﴾

(۴٦/ الاحقاف:۳۵)

"پس (اے پیغمبر) تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا اور ان کے لئے (عذاب طلب کرنے میں) جلدی نہ کرو۔"

③ ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾

(۴۲/ الشوریٰ:۴۳)

"اور جو شخص صبر کرلے اور معاف کردے یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں سے (ایک کام) ہے۔"

④ ﴿ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾ (۲۹/ العنکبوت:۵۹)

"وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

یعنی دین پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ جانی و مالی قربانیاں بھی ان کے عزم سلیم کو متزلزل نہ کرسکیں۔

④ ﴿ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ﴾

(۱۹/ مریم:٦۵)

126

”آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، سب کا رب وہی ہے، تو اسی کی بندگی کر اور اس کی عبادت پر جم جا۔“

جادوگر ایمان لانے کے بعد فرعون کی طرف سے پھانسی کی سزا پر اللہ سے دست بدعا ہیں:

﴿رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ﴾ (۷/ الاعراف:۱۲۶)

”اے ہمارے رب! ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالتِ اسلام پر نکال۔“

الاسماء الحسنیٰ